جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

صلح - تبلیغ ۱۳۹۷ھش
جنوری - فروری ۲۰۱۸ء

جماعت احمدیہ میکسِکو کے پہلے تاریخی
جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر ۲۰۱۷ء کے چند مناظر

AHMADIYYA
MUSLIM COMMUNITY
United States of America

*Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النُّور

ریاستہائے متحدہ امریکہ

Al-Nur

جلد ۳۹ صلح، تبلیغ ۱۳۹۷ ہش — جنوری، فروری ۲۰۱۸ — ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر ۱۴۳۹ ہجری شمارہ ۱-۲

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِہٖ وَاَنَّہٗۤ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ

سورۃ الانفال: ۲۵

اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (سورۃ الانفال: ۲۶)

اور جان لو کہ اللہ عقوبت میں بہت سخت ہے۔

فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَوۡلٰکُمۡ ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ

سورۃ الانفال: ۴۱

تو جان لو کہ اللہ ہی تمہارا والی ہے۔ کیا ہی اچھا والی اور کیا ہی اچھا مدد کرنے والا ہے۔

(۷۰۰ احکامِ خداوندی صفحہ ۹۶)

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur,

15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

اِس شمارے میں

قرآن مجید

آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا عظیم مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے--- وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ --- (۶۸[سورۃ القلم]: آیت ۵)الجزو نمبر ۲۹ یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنے اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورۂ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقعہ ہیں۔ خلق بفتح خا سے مراد وہ صورت ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی۔ جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے ممیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنے خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتی ہے۔ پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں۔ اُن سب کا نام خُلق ہے۔ اور چونکہ شجرۂ فطرتِ انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقعہ ہے۔ اور ہر یک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزّہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (۹۵[سورۃ التین]:۵)الجزو نمبر ۳۰۔ اس لئے خُلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں۔ اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے۔ تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعتِ فہم۔ صفائی ذہن۔ حسنِ تحفظ۔ حسنِ تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علوہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رافت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ، وغیرہ، وغیرہ۔ (روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحات ۱۹۴ تا ۱۹۵) اس کا انگریزی ترجمہ انگریزی حصہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث مبارکہ

اسلام اور اُس کے ارکان

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِہٖ وَلَا نَفْقَہُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ". فَقَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهَا قَالَ " لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَّوَّعَ ". فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " وَصِيَامُ رَمَضَانَ ". قَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهُ قَالَ " لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَّوَّعَ ". قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الزَّكَاةَ. قَالَ هَلْ عَلَىَّ غَيْرُهَا قَالَ " لاَ، إِلاَّ أَنْ تَطَّوَّعَ ". فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهْوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لاَ أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلاَ أَنْقُصُ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ "(مسلم کتاب الایمان باب بیان الصلوات التی ھی اھدٰار کان الاسلام)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہمیں اس کی آواز کی بس بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی۔ جو کچھ وہ کہتا اس کی دیہاتی بولی کی وجہ سے ہمیں سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو پھر سمجھ میں آیا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا۔ اس پر اس نے پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، ہاں اگر نفل پڑھنا چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ اس پر اس نے پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی کوئی روزے فرض ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، ہاں نفلی روزے رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر اس نے پوچھا۔ اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی زکوٰۃ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں، ہاں اگر تم ثواب کی خاطر نفلی صدقہ دینا چاہو تو دے سکتے ہو یہ باتیں سُن کر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چل پڑا کہ خدا کی قسم! نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم جتنا حضورؐ نے بتایا ہے اتنے پر ہی اکتفا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اسے کامیاب و کامران سمجھو۔

✪

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَافِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْہِ لَا سْتَهَمُوْا۔ (بخاری کتاب الاذان باب الاستفهام فی الاذان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے اور صفِ اوّل میں بیٹھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے اور اگر انہیں اس کے حصول کے لئے قرعہ اندازی کرنی پڑتی تو وہ قرعہ اندازی پر اصرار کرتے۔

✪

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللهُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ فَمَا اَدْرَ کْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا زَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ: فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَهُوَ فِیْ صَلٰوۃٍ۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحاب ایتان الصلوٰۃ بوقارو سکینۃ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر اس میں شامل نہ ہوا کرو بلکہ وقار اور آرام سے چل کر آؤ۔ نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے، پڑھ لو۔ جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کی خاطر گھر سے نکلتا ہے تو وہ اس وقت سے ہی نماز میں ہوتا ہے۔

✪

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۔۔۔اے محرومو!اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیر اب کرے گا۔۔

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی عظمت اور حقانیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دین اسلام ہی ہے جو زندہ خدا کا زندہ تصور دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور جو بھی شخص کسی خاص تشخص کے بغیر اگر یقین کے ساتھ زندہ خدا کے سامنے جھکتا ہے تو وہ اس قادر و توانا کے عجائبات دیکھتا ہے اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف کشتی نوح میں آپ فرماتے ہیں:

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیر اب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گِدھ اور کتّے مُردار کھاتے ہیں انہوں نے مُردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دُور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اُس کے اِذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی اُنہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راستباز اُس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے اُن کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹، کشتی نوح صفحات ۲۱ تا ۲۳)

پیشگوئی بہ نسبت مصلح موعودؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزّوجلّ خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا

مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے مواقف جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رَحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خُدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے اور وہ نُور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کانّ اللّٰہ نزل من السمآء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا مُوجب ہو گا۔ نور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سَر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا مُوجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا''۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۵۸ تا ۶۰ و مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

بس ایک مومن کا کام ہے کہ وہ اس کوشش میں لگا رہے کہ ہم نے اپنی روحانیت میں کس طرح بڑھنا ہے

دنیا میں بہت سی قسموں کی مجالس مختلف مقاصد کے لئے منعقد ہوتی ہیں۔ مثلاً حکومتی مجالس، کاروباری مجالس، وغیرہ۔ اور ان میں لوگ مل کر بیٹھتے اور سوچتے ہیں۔ یہ سب مجالس دنیا کے لئے ہوتی ہیں خدا کے لئے یا خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نہیں ہوتیں۔ لیکن بعض ایسی مجالس بھی ہوتی ہیں جو دینی اغراض کے لئے ہوتی ہیں، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ ان مجالس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا جو کام بھی ہو اور جو پروگرام بھی بنائیں ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ ایسی مجالس خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اور ان میں شاملین کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نوازتا ہے۔ بس ایک مومن کا کام ہے کہ وہ اس کوشش میں لگا رہے کہ ہم نے اپنی روحانیت میں کس طرح بڑھنا ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف چل رہے ہیں۔ ان کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔ ان کے مشورے اور معاہدے تمام کے تمام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے خلاف ہیں اور تقویٰ کے خلاف ہیں۔ اور ان کے یہ کام ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ختم ہو گیا ہے۔ یہ حالت دونوں سیاسی اور مذہبی لیڈروں کی ہے۔ پس آج یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو تقویٰ میں بڑھائیں بلکہ جس حد تک ممکن ہو مسلمانوں کو بھی سمجھانا چاہئے کہ یہ حالت تمہیں دنیا والوں کا بھی غلام بنا دے گی اور اللہ تعالیٰ سے بھی سزا پاؤ گے۔ پس ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں اپنا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کی ترقی کو دیکھ کر شیطان کبھی بھی آرام سے نہیں بیٹھتا۔ پس وہ لوگ جو نظامِ جماعت کے خلاف مجالس میں شامل ہوتے ہیں وہ شیطان کے دھوکہ میں آ جاتے ہیں۔ ان کی کم سمجھی کی وجہ سے اپنے خیال میں بعض دفعہ یہ لوگ جماعت کی ہمدردی کے خیال کے تحت ایسا کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو عہدیداران یا امیر کے خلاف شکایت ہو تو خلیفۂ وقت کو لکھ دینا چاہئے اور اس کے بعد خلیفۂ وقت پر چھوڑ دینا چاہئے کہ اس کے متعلق کیا کرنا ہے۔ مجالس میں ان باتوں کے ذکر سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ہاں انسان کو ان امور کے متعلق دعا ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا ہے کہ کس طرح کی مجالس میں ہمیں شامل ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ انسان بات کرے تو پوری کرے ورنہ خاموش رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور رسولؐ کے خلاف ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو اٹھ کر چلے جاؤ یا کھول کر جواب دو۔ تیسرا طریق نفاق کا ہے یعنی مجلس میں بیٹھے بھی رہنا اور دبے دبے الفاظ میں جواب دینا۔ احمدیوں کو نفاق سے بچنا چاہئے اور بے غیرتی نہیں دکھانی چاہئے۔ لوگوں کو بتانا چاہئے کہ اگر کوئی شکایت ہے تو خلیفۂ وقت کو لکھیں ورنہ خاموش رہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور جب تم کسی مجلس میں جاؤ اور وہ نیکی کی باتیں کر رہے ہوں تو وہاں ٹھہر جاؤ اور اگر ایسی مجلس میں جاؤ جسے تم ناپسندیدہ پاؤ تو ایسی مجلس کو چھوڑ دو۔ پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہم کن لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی مجالس جن سے خدا یاد آئے اور دینی علم میں اضافہ ہو اور آخرت کا خیال ذہن میں آئے۔ پس جماعتی نوجوانوں اور ان کے والدین کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ وہ ایسی مجالس میں شامل نہ ہوں جو اسلام کی حدود سے باہر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کو یاد رکھنا چاہئے کہ مجلس کا اثر آہستہ آہستہ انسان پر ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص روز شراب خانہ میں جائے تو ایک دن آئے گا کہ وہ شراب پی بھی لے گا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو مختلف پروگرام مثلاً جلسہ، اجتماع، اجلاس وغیرہ کو منعقد کرنے کا موقع ملتا ہے جو حقیقی رنگ میں اسلامی مجالس ہیں۔ پس ان مجالس میں زیادہ سے زیادہ شامل بھی ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ان مجالس کا حق بھی ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہمیشہ بری مجالس سے بچتے رہیں۔ اور وہ ہمیشہ ہمیں نظامِ جماعت اور خلافتِ احمدیہ سے منسلک رکھے۔ حضور نے آخر پر امریکہ کے مکرم بلال عبد السلام صاحب کے نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے جو مراتب کے معراج تک پہنچا دیتی ہے

آج سے مجلس انصار اللہ برطانیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ انصار کو خاص طور پر نماز کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ چالیس سال کی عمر کے بعد انسان کو اس بات کا احساس زیادہ ہونا چاہئے کہ ہماری عمر کے ایام کم ہو رہے ہیں اور مرنے کے بعد ہم نے اپنے ربّ کے حضور حساب دینا ہے۔ ہمیں فکر ہونی چاہئے کہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں کہ دونوں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے ہوں۔ نماز کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ایک تو نماز کو باجماعت ادا کیا جائے اور دوسرا یہ کہ وقت پر ادا کی جائے۔ پس انصار کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے اور وہ حقیقی انصار اللہ یعنی اللہ کے مددگار اسی وقت بن سکتے ہیں جب یہ فرائض پورے کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری فتح کا ہتھیار دعا ہے تو نماز میں باقاعدگی کے بغیر ہم کس طرح آپ کے مشن میں مددگار ہوسکتے ہیں اور فرمایا کہ نمازوں کو باقاعدگی سے پڑھو۔ بعض لوگ دن میں صرف ایک نماز پڑھ لیتے ہیں۔ نماز ہرگز معاف نہیں ہوتی یہاں تک کہ انبیاء کو بھی معاف نہیں ہوتیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت آئی جس نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں اس میں کچھ نہیں۔ پھر نماز کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کیا ہے؟ ایک خاص دعا ہے لیکن لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ خدا کو اس کا کیا فائدہ ہے۔ اس سے انسان کا ہی فائدہ ہے کہ اس کے ذریعہ وہ اپنے حقیقی مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ نماز تو ایسی چیز ہے کہ وہ ہر بد عمل سے بچایا جاتا ہے اور ایسی نماز اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس کے لئے اللہ کے حضور دعاؤں اور خشوع و خضوع کی ضرورت ہے۔ پس تمہارا کوئی دن دعا سے خالی نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے نہایت سوز سے دعا کرنی چاہئے کہ جس طرح پھل میں مزہ رکھا ہے اسی طرح ایک دفعہ نماز کی لذت کا بھی مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا انسان کو یاد رہتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی کو جب نشہ نہیں آتا تو وہ شراب کے پیالے پی جاتا ہے۔ ایک عقلمند انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یعنی اگر انسان کو نماز میں لذت پیدا نہ ہو تو نماز پر دوام کرے یعنی جب تک مزہ نہ آئے وہ پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے۔ نیز فرمایا کہ انسان جب نماز میں سستی دکھاتا ہے تو اس کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے دوسری چیزوں کی طرف ہے۔ اسی لئے نماز کی عادت اور باقاعدہ رجوع الی اللہ بہت ضروری ہے۔ اس سے آہستہ آہستہ وہ وقت آجاتا ہے کہ طبعی میلان پیدا ہو جاتا ہے اور ایک خاص نور انسان کو عطا ہوتا ہے۔ نماز میں وساوس پیدا ہونے کے متعلق فرمایا کہ جن لوگوں کا جھکاؤ پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہوتا ان کے دل میں اور خیال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک قیدی کو دیکھو کہ کس طرح حاکم کے آگے پوری توجہ سے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے تو کیا مجال شیطان کی کہ دل میں وساوس پیدا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [۲۹(عنکبوت): ۷۰] یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگے رہو تو منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ نماز ہی ایسی چیز ہے جو مراتب کے معراج تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو نمازِ تہجد کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور انصار اللہ کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اس زندگی کے کل انفاس اگر دنیوی کاموں میں گزار دئے تو آخرت کے لئے کیا اکٹھا کیا۔ تہجد کے لئے اٹھو اور خاص ذوق و شوق سے اس کو ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرة عيني في الصلوٰة یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے کی توفیق دے اور ہم پر سرور نمازیں ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ مختلف ذریعوں سے ان لوگوں کی ہدایت کے سامان پیدا فرماتا ہے جو واقعی دین کی طرف رجحان رکھتے ہیں

بعض پیدائشی احمدی لکھتے ہیں کہ نئے آنے والوں کی ایمانی حالت اور اللہ تعالیٰ سے ان کے تعلق کے واقعات سن کر ہمیں شرمندگی ہوتی ہے کہ ہم بھی ایمان میں بڑھیں۔ اسی طرح بعض نو مبائعین بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان واقعات سے ہمارے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ان ممالک میں رہتے ہیں اور اپنے آپ کو ترقی یافتہ سمجھتے ہیں۔ وہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ نہیں دیتے یا اتنی تھوڑی کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ دینی حالت کی بہتری کے لئے سوچتے نہیں یا بہت کم سوچتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ واقعات جو ایمان لانے کے ہیں یہ صرف افریقہ اور غریب ممالک کے ہوتے ہیں مغربی اور ترقیاتی ممالک میں کیوں ایسے واقعات نہیں ہیں۔ یہاں بھی ایسے ایمان افروز واقعات ہوتے ہیں، یہاں برطانیہ میں ہی ایسے بہت سے نو مبائع ہیں جو ایسی کیفیات سے گزرے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی سچائی کے نشان دکھائے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صرف اُسے راستہ دکھاتا ہے جو خود اُس کی طرف جاتا ہے۔ نبیوں کی تاریخ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ کمزور اور غریب لوگ ہی زیادہ نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور روحانیت میں ترقی کرتے ہیں۔ برکینا فاسو کے ایک گاؤں میں ہمارے ایک معلم تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں صرف ایک بوڑھی خاتون نے بیعت کی۔ ہماری مسجد وہاں سے ۱۵ کلومیٹر دور ہے۔ برساتی نالہ درمیان میں ہونے کی وجہ سے راستہ دشوار اور مشکل تھا۔ وہ خاتون ہر دفعہ جمعہ پڑھنے جاتی مگر نالہ کی وجہ سے اُس کے کنارے پر بیٹھ کر جائے نماز بچھا کر خود ہی پڑھ لیتی۔ ایک مہینہ کے بعد جب معلم صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے اُس خاتون کے ایمان کا یہ واقعہ گاؤں والوں کو سنایا تو ۱۳۰ افراد نے بیعت کرلی۔ بینن کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں دو سو بیعتیں ہوئیں۔ وہاں کے صدر کی بیٹی شدید بیمار ہوگئی۔ ہر طرف سے مایوسی ہوگئی تھی۔ اور حالت خراب تھی۔ لڑکی نے حرکت کرنا اور بولنا چھوڑ دیا تھا۔ وہاں انہیں دعا کی تحریک کی۔ دعا کروائی اور مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ کے فضل سے ایک دن بعد لڑکی کی حالت بالکل صحیح ہوگئی۔ میں نے اسائلم سیکرز کو کہا تھا کہ وہ تبلیغ کیا کریں۔ ایک اسائلم سیکر نے لکھا کہ میری فائنل پیشی میں جج نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اپنی جماعت کے لیف لیٹس تقسیم کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں کرتا ہوں۔ جج نے پوچھا کہ کس کس جگہ کرتے ہو؟ تو میں نے کچھ جگہوں کے نام بتائے تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے فلاں جگہ پر میں نے بھی لیا تھا۔ جاؤ تمہارا کیس پاس ہے۔ تو اس طرح خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تیرے لئے زمانہ ایسا آئے گا کہ تو عالم میں مشہور ہو جائے گا۔ یہ ۱۸۸۳ء میں پہلی بار الہام ہوا جب آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ تعارف بڑھ رہا ہے اور لوگ بیعتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ تیرے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ آج ہم اس کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔ آج ۲۱۰ ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہے۔

کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمام برکات وفیوض حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی باعث ہیں

پاکستان میں کسی نہ کسی بہانے سے وقتاً فوقتاً علماء اور سیاستدان جماعت کے خلاف ابال نکالتے رہتے ہیں اور وہ جماعت کے مسئلہ کو استعمال کرکے اپنی شہرت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب بھی وہ مسائل میں گرفتار ہوں تو لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے وہ احمدیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے لئے ختم نبوت کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ کام ان کے سیاسی مقاصد کے لئے ہوتا ہے اور اس سب کے دوران احمدی کچلے جاتے ہیں اور ظلم کا نشانہ بنتے ہیں۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے نہ ہی ہم نے کبھی کسی غیر ملکی حکومت سے اور نہ پاکستان کی حکومت سے درخواست کی ہے کہ جماعت کے خلاف قوانین کو بدلا جائے۔ ہمیں کسی اسمبلی یا حکومت سے مسلمان ہونے کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور تمام ارکانِ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ جو شخص ختم نبوت

کو نہیں مانتا میں اسے بے دین اور اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ پس یہ الزام کہ ہم ختم نبوت کو نہیں مانتے نہایت جھوٹا الزام ہے۔ پھر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ احمدی تو قرآن کو بھی نہیں مانتے اور مرزا صاحب کے الہامات کو قرآن سے بڑھ کر مانتے ہیں۔ یہ حج نہیں کرتے اور ان کا قبلہ اور ہے۔ بہت سے عرب جب احمدی ہوتے ہیں تو وہ بتاتے ہیں کہ کس طرح یہ جھوٹ اور پروپیگنڈا جماعت کے خلاف کیا جاتا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم قرآن کو نہ مانیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام بھلائی کی جڑ قرآن کو سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام قرآن کریم کے خادم ہیں۔ آپ کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ اسی طرح فرمایا کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اگر ہم قرآن کے مخالف ہوتے تو کیوں پیسے خرچ کر کے ۷۵ زبانوں میں تراجم کر کے انہیں شائع کرتے۔ وہ لوگ جو جماعت پر الزام لگاتے ہیں ان سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے کیا خدمات کی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا بیان فرمایا ہے۔ آپ کا ایک الہام بھی ہے کہ: صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ آدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیجو جو آدم کی اولاد کے سردار اور خاتم النبیینؐ تھے۔ اسی طرح آپؑ کا ایک الہام ہے کہ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمام برکات و فیوض حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی باعث ہیں۔ پھر آپ نے اپنی کتاب تجلیاتِ الٰہیہ میں فرمایا کہ اگر میں آنحضرت صلی اللہ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو بے شک میرے اعمال پہاڑ کے برابر ہوتے میں یہ مرتبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے تمام نبوتیں بند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیّن نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت سے آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف بھی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوّت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں، انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اسی طرح ختم نبوت اور اپنے مقام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے۔ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ پس یہ لوگ جو ہمیں کافر کہتے ہیں حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مدِ نظر یہ کفر انہیں پر لوٹتا ہے۔ پس ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی کرتے ہوئے انہیں حقیقت سمجھانی چاہئے۔ اور یہ خوش آئند بات ہے کہ پاکستان کی اسمبلی میں جماعت کے خلاف تقریر کے بعد وہاں کے شرفاء نے اپنی آواز اٹھائی ہے اور ایک طبقہ ان نام نہاد علماء کے مقابل پر کھڑا ہو رہا ہے۔ آج پاکستان میں احمدی ہی ہیں جو محبِ وطن ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ ہم مذہب کے نام پر سیاست کرنے والے نہیں ہیں۔ ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ دعا کرتے رہیں کہ اس ملک کو جس کو پانے کے لئے احمدیوں نے بھی بہت قربانیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ سلامت رکھے۔ آمین۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۷ء

اپنی بقاء کے لئے اور اپنے ملکوں میں امن کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ میں حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کریں

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی ایمانی حالت ایسی خراب نہ ہوتی تو میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جب ہم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں تو ہم میں کس چیز کی کمی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کے اعمال اعمال صالحہ نہیں ہیں ورنہ کیوں ان کے پاک نتائج ظاہر نہیں ہوتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ فساد مسلمانوں میں ہے اور آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ اور مذہب کا نام سیاست چمکانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ یقیناً قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضرت

عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق تو قرآن کریم کے مطابق تھے۔ پس ہمیں قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت ہے اور ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کیونکہ یہ شرائط بیعت کا بھی حصہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی ذات کی حقیقی معرفت سے دنیا کو آگاہ کریں۔ اور اب اس کے علاوہ مسلمانوں کے پاس کوئی راہ نہیں۔ اپنی بقاء کے لئے اور اپنے ملکوں میں امن کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ میں حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس دنیا میں تفرقہ کا باعث حب دنیا ہی ہے۔ اگر حقیقی طور پر مسلمان ہوتے تو آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ کون سے فرقہ کی تعلیم سب سے اعلیٰ ہے لیکن اب لوگوں نے حب اللہ اور حب رسولؐ کی بجائے حب دنیا کو مقدم کیا ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ نہ صرف مسلمان ممالک ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں بلکہ غیروں کے ساتھ مل کر دوسرے مسلم ممالک کے خلاف تدابیر کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں امریکی صدر نے ایران کے خلاف جو بیان دیا ہے اس پر ساری دنیا اس بیان کے خلاف ہے۔ سوائے تین ممالک کے۔ ایک امریکہ خود، ایک اسرائیل اور ایک سعودی عرب۔ مسلمانوں کی یہ حالت حقیقت اسلام سے دور ہونے کے باعث ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کو نہیں پا سکتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کھو یا نہ جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اس کی زندہ دلیل میں ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جھوٹے الزام لگانے والوں کو سوچنا چاہئے کہ آپؑ کا دعویٰ ہے کہ یہ مقام مجھے آنحضرت ﷺ کی پیروی کے باعث ملا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے واسطے ہمیں ایک وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ وسیلہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہو گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت ﷺ سے وابستہ فیوض کو حاصل کرو تو ضروری ہے کہ ان کے غلام ہو جاؤ اور آپ کی راہ میں فنا ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی راہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جائے۔ اس اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہی ہیں جنہوں نے اسلام کا حقیقی دفاع کیا۔ بہت سے غیر احمدی علماء نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کر کے اسلام سے عیسائیوں کے مقابلوں کا دفاع کیا۔ آپ آنحضرت ﷺ کے حقیقی عاشق تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے محبت کی، آپ کو امتی نبی کا مقام بخشا اور آپؑ کی مقبولیت لوگوں میں پھیلائی جس کا ثبوت ہم آج بھی دیکھتے ہیں کہ دور دراز کے ممالک میں لوگ آپ پر ایمان لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا بنائے۔ اور مسلمانوں کو بھی اس بات کی توفیق دے کہ وہ اس عاشق رسول ﷺ کو ماننے والے بنیں۔ آمین۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۷/اکتوبر ۲۰۱۷ء

نیکی ایک زینہ ہے خدا اور اسلام کی طرف چڑھنے کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اس حوالہ سے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ حقیقی نیکی کیا ہے اور اس میں کس طرح ترقی کی جاسکتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی ایک زینہ ہے خدا اور اسلام کی طرف چڑھنے کا۔ لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر راہ میں لوگوں کو بہکاتا ہے۔ مثلاً فرمایا کہ تازہ روٹی کے ہوتے ہوئے فقیر کو بُسا ہوا کھانا دینا حقیقی نیکی کے خلاف بات ہے۔ پس حقیقی نیکی کے لئے ہر معاملہ میں باریکی اور توجہ نہایت ضروری ہے۔ حقیقی نیکی کے لئے ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو اور ایمان یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز پر نظر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ کافی نہیں کہ انسان اتنی ہی بات پر خوش ہو جاوے کہ زنا نہیں کیا یا چوری نہیں کی۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ بلکہ جب تک کہ وہ بدیاں چھوڑ کر نیکیوں کو اختیار نہیں کرتا اس روحانی زندگی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ نیکیاں بطور غذا کے ہیں یعنی جس طرح غذا کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح نیک اعمال کے بغیر انسان روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حقیقی نیکی وہ ہے جس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔

فرمایا کہ نیکی کی اصل جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان کم ہو اسی قدر انسان کے نیک اعمال میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ہمارا ٹارگٹ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کو مضبوط کریں۔ تب ہی ہم نیک اعمال بجالائیں گے اور تب ہی خیرِ بریہ میں شامل ہونے والے ہوں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بھی کھول کر بتایا کہ نیک لوگ جائز چیزوں میں بھی اعتدال سے کام لیتے ہیں اور حد سے نہیں بڑھتے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ انسان اچھی چیزوں سے فائدہ نہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھی اچھی اور بہترین چیزوں کے استعمال سے منع نہیں کیا۔ ہاں وہ لوگ ان چیزوں میں منہمک نہیں ہوئے یعنی ان کا حقیقی مقصد بہرحال دین اور قربتِ الٰہی ہوتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیکی کے متعلق فرمایا کہ یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ میں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ نیکیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنے والے ہوں۔ حضورِ انور نے مندرجہ ذیل ۱۳ اشخاص کے نمازِ جنازہ غائب کا بھی اعلان فرمایا۔ مکرم حامد مقصود صاحب مربی سلسلہ۔ مکرم علی سیدی صاحب سابق امیر جماعت تنزانیہ۔ مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۳ر نومبر ۲۰۱۷ء

تحریک جدید کا چوراسیواں سال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وہ مضمون بھی بیان فرمایا ہے جس کو مالی قربانی کرنے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر اس میں آنحضرت ﷺ کے اصحاب شامل ہیں جنہوں نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کر کے تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کی کوشش کی۔ ایک صحابیؓ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ مسجد نبوی کے قریب میرا ایک باغ ہے جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ آج میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرتا ہوں۔ آج ان قربانیوں کو دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت زندہ رکھے ہوئے ہے اور احمدی اپنے مالوں میں سے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی دی ہوئی تعلیم اور پرورش کا نتیجہ ہے۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین شے کو خرچ نہ کرو گے۔ پس احمدی اس روح کے ساتھ قربانی بھی کر رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر بھی دے گا اور ان کے اموال میں برکت بھی دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس شخص نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اس کو بڑھاتا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی اور ہم جانتے ہیں کہ یہ پرانے قصے نہیں ہیں بلکہ آج بھی احمدی ان چیزوں کو تجربہ کر رہے ہیں۔ کیمرون کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی جو پچھلے سال بے روزگار تھے اور کافی غربت کا سامنا تھا۔ ایک دن مسجد میں انہوں نے چندہ تحریک جدید کے بارہ میں سنا تو ان کی جیب میں ۱۰ ہزار فرانک تھے جو انہوں نے چندہ میں دے دیئے۔ کچھ دن بعد وہ واپس آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا چندہ قبول کر لیا ہے اور ایک پرائیویٹ کمپنی نے مجھے ایک لاکھ فرانک کی نوکری دی ہے جو میرے چندہ سے دس گنا زیادہ ہے۔ اس لئے اب میں اپنے پہلے ماہ کی تنخواہ بھی اس راہ میں پیش کروں گا۔ کینیڈا کے امیر جماعت لکھتے ہیں کہ لجنہ کی ایک ممبر جو پارٹ ٹائم کام کر رہی تھیں، ان کو چندہ تحریک جدید کے لئے ایک ماہ کی آدھی رقم پیش کرنے کے لئے توجہ دلائی گئی تو انہوں نے کچھ رقم کا وعدہ کیا لیکن اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ اگر فل ٹائم نوکری مل جائے تو وہ پوری تنخواہ پیش کریں گی۔ اس کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو فل ٹائم نوکری مل گئی جس کی تنخواہ پانچ ہزار ڈالر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نظارے ہم جماعت کی ابتداء سے دیکھ رہے ہیں۔ احمدیوں کی اکثریت اس بات کا ادراک رکھتی ہے کہ یہ زمانہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ ہے جو مساجد کی تعمیر، لٹریچر، جامعات وغیرہ کے ذریعہ سے ہو رہا ہے اور ان سب چیزوں کے لئے مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح

موعودؑ نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی بھی جزو ایمان ہے۔ اس لحاظ سے سکول ہسپتال وغیرہ بھی مخلصین کی قربانیوں سے چلتے ہیں۔ اللہ کرے کہ قیامت تک جماعت میں ایسے مخلصین پیدا ہوتے چلے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال پیش کرنے والے ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ عام طریق کے مطابق میں آج تحریک جدید کے ۸۴ویں سال کا اعلان کرتا ہوں، ۸۳ ویں سال کے کوائف درج ذیل ہیں: کل رقم ا کروڑ ۲۵ لاکھ ۸۰ ہزار پاؤنڈ۔ یہ وصولی پچھلے سال سے ۱۵ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ کل شاملین ۱۶ لاکھ سے زیادہ ہیں جو پچھلے سال کی نسبت دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کے اموال میں بے انتہا برکت ڈالے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برطانیہ کے لئے خصوصاً اور عام طور پر پوری دنیا کے بااختیار احمدیوں کو مسجد بیت الفتوح کی تحریک فرمائی۔ دو سال قبل مسجد بیت الفتوح کے کچھ حصہ میں آگ لگی تھی اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کے لئے تقریباً ۱۱ ملین پاؤنڈ خرچ ہونگے جس میں سے آدھی رقم تو پہلے سے موجود ہے اور باقی رقم کے لئے جماعت میں عام تحریک کی جاتی ہے۔ اپنے وعدے تین سال میں پورے کریں لیکن کم از کم تیسرا حصہ پہلے سال ہی میں مکمل کریں۔ آخر پر حضور انور نے عادل حمید صاحب آف یمن کی نماز جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ موصوف نمازوں کے پابند تھے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ دین کی اہمیت اور جماعت سے مضبوط تعلق کی طرف توجہ دلاتے تھے۔

حمدِ باری تعالیٰ

صادق باجوہ۔ میری لینڈ

وہ جو مالکِ ہست و بُود ہے، وہ وجود ایک ہی ذات ہے — جو فنا کی زَد سے ہے ماوَرا، وہی خالقِ کائنات ہے

جسے اک دوام سدا سے ہے، وہ تو بس خدا ہی کی ذات ہے — جو ازل سے ہے اور ابد تلک، وہی مُنتہائے حیات ہے

نہ تو ایک لمحے کی ہے خبر، نہ ہی زندگی کو ثبات ہے — گو ہے بات خُلد کی دِل نشیں، مگر اس میں شرطِ ممات ہے

جسے چاہے اس کو وہ بخش دے، جسے چاہے عملوں کی دے جزا — ہو کوئی عطا، یا ملے جزا، یہ تو اِختیار کی بات ہے

نہ ملی بشر کو سدا خوشی، نہ رہائی غم سے کبھی ہوئی — ہوں شِکست و ریخت سے بے خبر، تو یہ زندگانی کی مات ہے

کوئی ٹوٹتی ہوئی آس ہو، اسے اپنے دل میں جگہ نہ دے — وہ تو گمرہی کی سبیل ہے، نہ وہ کوئی راہِ نجات ہے

نہ تو حوصلہ کبھی ہاریئے، نہ ہی آس دل سے اُتاریئے — یہ نویدِ صبحِ طَرَب بھی ہے، جو یہ تیرہ تار سی رات ہے

ایک عہد ساز وجود جو اپنا عہد نبھا گیا

--- ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم ---

اذکروا موتاکم بالخیر

امتیاز احمد راجیکی

صدمہ اور صبر کا ادغام ایک ایسی حقیقت ہے جس کا صحیح معنوں میں ادراک اسی وقت ہوتا ہے جب وہ وارد ہو اور فی ذاتہٖ اس تجربے میں سے گزرنا پڑے۔

۱۰ ستمبر ۲۰۱۷ کی سہ پہر شاید زندگی کے ایسے ہی ایک تجربے کی انتہا تھی جب میرے بیٹے منور راجیکی کی رندھی اور سسکتی ہوئی آواز میں پیغام ملا کہ ڈاکٹر صلاح الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ ابتداً تو یہی سمجھ میں آیا کہ وفات گر جانے کے باعث ہوئی ہے، لیکن اُس وقت کسے ہوش تھا کہ اسباب و وجوہات کی کرید کی جائے۔ فوری طور پر کام سے چھٹی کی اور بھاگم بھاگ گھر پہنچا۔ منور بھی بے قرار تھا کہ اپنے استاد، محسن اور مربی کے آخری دیدار اور رسومات میں شامل ہو سکے، مگر ایک بہت ہی اہم فریضہ اس تمنا کی راہ میں حائل ہو گیا۔

طوفانِ باد و باراں "ارما" ("Irma" Hurricane) نے ایک مہیب عفریت کی طرح پہلے جزائر غرب الہند اور کیوبا کو مسمار کیا، پھر امریکہ کی ساحلی ریاست فلوریڈا کے جنوبی اور مغربی علاقوں کو روندتا ہوا شمال اور مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایسے ناگہانی مواقع پر قدرتی آفات و مصائب سے نبرد آزما ہونے کے لیے جماعت احمدیہ کی امدادی و اعانتی تنظیم "ہیومینیٹی فرسٹ" (Humanity First) ہمیشہ پیش پیش ہوتی ہے۔ اس ادارے کے جنوب مشرقی زون کے رضاکار ناظمِ اعلیٰ کے طور پر منور کے کاندھوں پر بڑی بھاری ذمہ داری تھی۔ امدادی کارروائیوں کے سارے بندوبست اسی کے سپرد تھے۔ خصوصیت سے طوفان گزرنے کے بعد ایک مشکل اور صبر آزما دور سے گزرنا تھا جس میں اپنی رہائش گاہ پر ایک عارضی کیمپ کا قیام اور ملک بھر سے آنے والے رضاکاروں (Volunteers) کے قیام و طعام کے انتظامات بھی شامل تھے۔ یہ ایک ایسا امتحان تھا جو اس کے وجود کو کچلے جا رہا تھا۔۔۔ لیکن بحمد للہ وہ اس آزمائش میں سرخرو ہوا کہ فرض کی ادائیگی پر محبت و جذبات کو قربان کرنے کی سعادت پائی۔

۔۔۔ مگر وہ شخص جس نے ہماری خدمت میں ساری زندگی صرف کر دی اس کی آخری خدمت سے محروم ہونے کے لیے میرے پاس کوئی جواز اور عذر نہیں تھا۔۔۔ طوفانِ بلا کے باعث فلوریڈا کے تمام ایئرپورٹ بند تھے اور ساری فلائیٹیں ملتوی ہو چکی تھیں۔ میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ اکیلے ہی گاڑی دباؤں اور اس سے پہلے کہ طوفان سارے راستے مسدود کر دے شمالی ریاست پنسلوینیا کا رخ کروں۔ اگر مَیں صبح ہونے کا انتظار کرتا تو شدید خطرہ تھا کہ اگلے کئی دنوں کے لیے وہیں پر منجمد ہو جاؤں اور کہیں بھی ملنے نہ پاؤں۔ چنانچہ ساڑھے چار بجے عصر کے وقت مَیں کار میں تھا۔ اس عرصے میں مسلسل بارش اور تیز جھکڑ شروع ہو چکے تھے مگر ان میں اتنی تندی نہیں تھی کہ سڑکیں بند کر دی جاتیں۔ ٹریفک بھی نہ ہونے کے برابر تھی؛ کیونکہ قریباً ستّر لاکھ افراد ایک روز پہلے تک جبری بے دخلی (Compulsory Evacuation) کے تحت نقل مکانی کر چکے تھے۔ البتہ فلوریڈا کی سمت امدادی کاروانوں (Rescue Fleets) کے سلسلے شمالی ریاستوں بلکہ کینیڈا تک سے تھوڑے تھوڑے وقفوں سے جتھوں کی صورت میں مسلسل مدد کے لیے چلے آ رہے تھے۔

بذریعہ کار میرا یہ سفر بارہ سے چودہ گھنٹے کا تھا۔ مَیں نے احتیاطاً ریسرچ ٹرائینگل پارک (RTP) کے صدر جماعت عزیزم عبد الہادی احمد کو فون کر دیا تھا کہ شاید رات کو مجھے ان کی مسجد میں ٹھہرنا پڑے۔ عزیز موصوف کہنے لگے: "انکل، آپ میری طرف ٹھہریں گے۔" انہوں نے اپنے گھر کا ایڈریس بھی ٹیکسٹ کر دیا۔ جب مَیں ان کے گھر سے آدھے راستے پر پہنچا تو مَیں نے حساب

لگانا شروع کر دیا کہ اگر مَیں اس طرف گیا تو مجھے دو گھنٹے کا اضافی سفر کرنا پڑے گا؛ کیونکہ ان کی رہائش گاہ کیری (Cary) میں تھی جو انٹر سٹیٹ ہائی وے ۹۵ سے کافی فاصلے پر تھی۔ چنانچہ مَیں نے ہادی کو فون کیا کہ مَیں سیدھا "میری لینڈ" جانے کا پروگرام بنا رہا ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو راستے میں کہیں رک جاؤں گا۔

"نہیں راجیکی صاحب، آپ لازماً میری طرف آئیں گے۔ رات کو اتنا لمبا سفر نہیں کریں۔ مَیں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

عزیزم ہادی احمد جو تقریباً میرے بیٹے کے ہم عمر ہیں، بہت ہی شاندار نوجوان ہیں۔ ان کی ایک بات بڑی عجیب اور پیاری لگتی ہے۔ جب وہ میرے ساتھ بے تکلف پرائیویٹ گفتگو کرتے ہیں تو انکل کہتے ہیں اور جب بحیثیت معاون صدر انصاراللہ یا (سابق) افسر جلسہ سالانہ کے طور پر جماعتی گفتگو کرنی ہوتی ہے تو راجیکی صاحب کہتے ہیں۔

میرے لیے اب کوئی چارہ نہیں تھا کہ مَیں ان کی پیشکش قبول نہ کروں۔ اور یہ اس لحاظ سے ایک سنگِ میل بھی ثابت ہوا کہ ان کی بیوی، جو "شاہین" والے برادرم عزیزم عبدالسلام کی بیٹی اور ہمارے لنگر کے ذیشان کی بہن ہے، کو ایک خوبصورت گھر میں خوش و خرم حالت میں دیکھا۔ مجھے یہی علم تھا کہ ہادی کی تین بیٹیاں ہیں۔ مَیں ان کے گھر تہجد میں دعا بھی کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں خوبصورت و خوب سیرت دینی دنیاوی، مادی روحانی ترقیات کا حامل خادمِ دین بیٹا بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ اس کا ایک عاجز بندہ اس کے حضور اس سلسلے میں التجا کرتا رہتا ہے۔ اس نے مجھے اس مسرت اور اظہارِ تشکر سے نوازا جب عزیزی ہادی نے بتایا کہ ان کا پانچ سالہ بیٹا بھی سکول گیا ہوا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

سوموار کی صبح دوبارہ سفر شروع کیا اور مزید چھ گھنٹے گزارنے کے بعد صلاح الدین کے گھر "چیمبرزبرگ" (Chambersburg) پنسلوینیا سٹیٹ میں پہنچا۔ لان میں ایک ٹینٹ لگا دیا گیا تھا اور دور دور سے بیسیوں سوگوار تعزیت کے لیے موجود تھے جن میں سے اکثریت ہمارے ساتھ لنگر میں کام کرنے والے ورکرز کی تھی۔ اپنے محبوب قائد، محسن استاد اور بے تکلف ساتھی کی جدائی پر دل غم زدہ اور آنکھیں اشکبار تھیں مگر اللہ تعالیٰ کی رضا پر سب راضی تھے۔ اس کی بہنیں غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہونے کے باوجود صبر و استقامت کا پہاڑ دکھائی دے رہی تھیں۔ کوئی واویلا تھا نہ آہ و فغاں۔ اک سکوت تھا، سکون تھا اور دعا ہی دعا۔۔۔

مَیں نے جب بہنوں سے تعزیت کی تو بڑی آپا جان نے بڑے حوصلے اور صبر سے کہا: "صلاح الدین تمہارا بڑے پیار سے ذکر کیا کرتا تھا۔ لنگر پر جو تم نے مضمون لکھا تھا، اس نے مجھے دکھایا تھا۔"

۔۔۔ لیکن جو مضمون اس کی وفات کے بعد لکھ رہا ہوں، وہ تو یہاں کسی کو نہ دکھا سکے گا، مگر کیا معلوم خدا تعالیٰ اسے جنت میں دکھا دے کہ اس کی خدمتوں اور محبتوں کی قدر کرنے والے کتنے بے شمار وجود ہیں جو اس کے احسانوں سے صدقہ جاریہ کی طرح فیض پا کر ہمیشہ ان خوبصورت یادوں کو دل میں بسائے ہوئے ہیں۔

صلاح الدین کا جسدِ خاکی ہسپتال سے تجہیز خانہ (Funeral Home) منتقل ہو چکا تھا؛ تاہم غسل کا پروگرام اگلے روز منگل کو تھا۔ مَیں نے درخواست کی کہ میرا انتظار کریں۔ مَیں خود اپنے ہاتھ سے اپنے بھائی کی آخری خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

اگلے روز جب تمام عزیز اکٹھے ہو گئے تو ہم سب فیونرل ہوم پہنچ گئے۔۔۔ اور پہلی بار دیکھا کہ وہ وجود جو کبھی خاموش نہ بیٹھتا تھا، تھکن سے چور ہو تب بھی شکایت نہ کرتا تھا، آج چپ چاپ ایک تخت پر پڑا تھا؛ جیسے ایک معصوم بچہ ماں کی آغوش میں سکون کی نیند سو رہا ہو۔ اس کا سرخ و سپید جھریوں سے پاک خوبصورت اور شفاف چہرہ ایک سکون، طمانیت اور مطمئن نفس کا عکاس تھا۔ آج اس پر کوئی تناؤ تھا نہ ہیجان۔ کوئی ولولہ تھا نہ جوش۔۔۔ سکون ہی سکون تھا۔ سکوت ہی سکوت تھا۔۔۔

مَیں نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر اس کی ٹھنڈی پیشانی کو بوسہ دیا۔ شبنم کی ہلکی سی "تروئی" اس خنکی کو اور ٹھنڈا کیے جا رہی تھی۔ نیم بھینچی ہوئی مٹھیاں گویا ابھی بھی لنگر کی کسی دیگ میں چلانے والے کڑچھے کو تھامے ہوئے تھیں۔ پاؤں میں پڑے ہوئے گہرے گٹھے امتدادِ زمانہ کی ہر منزل کی نشان دہی کر رہے تھے۔ اس کی انتھک محنتوں اور بے پایاں کاوشوں کا پتا دے رہے تھے۔ تاریک وادیوں اور مہیب گھاٹیوں کی صحرانوردی کے عکاس تھے۔

عزیزوں دوستوں کے اس سارے گروہ میں وسیم ملک اور اکرم خالد کے علاوہ شاید کسی اور کو غسلِ میت کا زیادہ تجربہ نہیں تھا؛ لہٰذا ان دونوں نے کفن کے کپڑے کو ترتیب دینا شروع کیا اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے اپنے سب سے زیادہ پیارے دوست اور بھائی کو غسل دینا شروع کیا اور نو آموز عزیزوں کو غسل کا طریق سمجھنے اور اس میں شامل ہونے کا موقع دیا۔

اس فرض کی ادائیگی کے فوراً بعد مَیں واپس مسجد ''بیت الرحمان'' سلور سپرنگ (میری لینڈ) آ گیا۔ مَیں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوانے کے لیے صلاح الدین کی یاد میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا ہوا تھا۔ محترم جنرل سیکرٹری برادرم عزیزم مختار ملہی صاحب اور عزیزی علی باجوہ بار بار زور دیتے کہ گیسٹ ہاؤس چلا جاؤں مگر میرا اصرار یہی تھا کہ جو سہولت مجھے مسجد میں ہے اور اس کے غربی کونے میں سکون اور آرام سے مَیں اپنا کام کر سکتا ہوں، گیسٹ ہاؤس کے تکلفات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ ساری رات لکھتا رہا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد بھی سونے کا موقع نہ ملا؛ کیونکہ افسر جلسہ سالانہ عزیزم مکرم بشیر ملک صاحب کی کار میں نائب امیر مکرم و محترم ملک مسعود صاحب اور عزیزم مکرم مختار ملہی صاحب کے ساتھ ساڑھے سات بجے سنٹرل نیو جرسی تدفین کے لیے روانہ ہونا تھا۔ اس سے ایک روز پہلے مسجد ''بیت الرحمان'' ہیڈ کوارٹرز میں بعد نماز ظہر جنرل سیکریٹری صاحب نے صلاح الدین کے خاندان اور جماعتی خدمات کا تفصیلی ذکر کیا اور مشنری انچارج مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی. جس میں یومِ تعطیل (Weekend) نہ ہونے کے باوجود کثیر تعداد میں احبابِ جماعت نے شرکت کی۔ مسجد کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مسجد ''بیت الہادی'' اولڈ برج (Old Bridge) نیو جرسی میں بھی ایک بہت بڑی تعداد دوبارہ نماز جنازہ کی ادائیگی اور بعد ازاں تدفین میں شامل ہوئی۔

دھرتی ماتا کا ایک سپوت بظاہر مَنوں مٹی تلے آسودۂ خاک ہو گیا مگر اپنے کارہائے نمایاں کی یادوں کو ایک صدقہ جاریہ کی طرح ہمیشہ کے لیے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں لکھا ہوا اس کا ذکرِ خیر پیشِ خدمت ہے۔ حضور نے ازراہِ شفقت اس تعزیتی مضمون کو قبول فرماتے ہوئے دعائیہ جوابی خط سے بھی نوازا جس کا عکس آخر میں درج ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اور ہر رنج و ملال میں اسی کا دامن تھامے، اپنے نہایت عزیز دوست اور چھوٹے بھائی، عزیزی ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات اور اس کے اوصاف و محاسن بیان کرنے کی سعادت پا رہا ہوں جو فی ذاتہٖ میری زندگی کا قیمتی سرمایہ اور مشعلِ راہ ہیں۔

ربوہ سکول میں وہ مجھ سے دو ایک سال جونیئر تھا، اس لیے وہاں اس کے ساتھ سرسری سا تعلق تھا۔ مگر ۱۹۸۸ سے امریکہ میں میرا اس کا چولی دامن کا ساتھ ہو گیا۔۔۔ اور وہ لمحہ تو گویا میری زندگی کا ماحصل بن گیا جب ۱۹۹۱ کے ڈیٹرائٹ میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے اختتام پر ہم سب لوگ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو الوداع کر رہے تھے کہ اچانک حضورؒ نے فرمایا:

''آئندہ امریکہ میں لنگر چلنے چاہئیں۔'' اس پر بعض منتظمین معذوری کی توجیہات پیش کرنے لگے تو آپؒ نے فرمایا: ''اگر تنبو قنات میں جلسہ کی اجازت مل سکتی ہے تو لنگر بھی چل سکتا ہے۔''

خدا جانے وہ کیا لمحہ اور کیا الٰہی تصرف تھا کہ میں نے یکبارگی ہاتھ کھڑا کر دیا اور بول اٹھا: ''جی حضورؒ، انشاءاللہ ضرور لنگر شروع کریں گے۔'' دوسری طرف کھڑے ہوئے صلاح الدین نے بھی بلا تامل لبیک کہی۔

حضورؒ کے رخصت ہوتے ہی ہم دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا اور اس یقین کا اظہار کیا کہ اب جلسہ سالانہ پر لنگر مسیحِ موعودؑ کی راہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں ہو سکتی۔۔۔ یہ دو اٹھے ہوئے ناتواں ہاتھ اور بے مایہ آوازیں اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے میں مدغم ہو گئیں۔

صلاح الدین نے اس کارہائے نمایاں کے لیے ربع صدی سے زائد عرصہ میں کہاں کہاں کوہ کنی کی، کیسی کیسی تیشہ زنی کی، اس کا مختصر تذکرہ پچھلے سال میں نے اپنے مضمون ''امریکہ میں لنگر کے پچیس سال'' میں ایک عاجزانہ سے رنگ میں کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر حقیقتاً اس کا کچھ حصہ بھی صلاح الدین کی ان عظیم خدمات اور انتھک کاوشوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ وہ جس طرح میرے جیسے کم مایہ، بے ہنر اور ناکارہ ساتھیوں کو اس سفر میں لے کر آگے بڑھا، اور ایک کوہ کن کی طرح مصائب کے پہاڑوں اور مشکلات کی چٹانوں سے ٹکراتا اور ایک جوہری کی طرح ہمیں تراشتا رہا وہ ایک داستان ہی

اور ہے۔ اس پس منظر کا ایک دلچسپ واقعہ برادرم عزیزم صاحبزادہ میاں ظاہر مصطفیٰ احمد نے مجھے اس کی نماز جنازہ سے فراغت کے بعد کچھ یوں بتایا:

۱۹۹۲ کے اوائل میں جلسہ کے موقع پر اپنا لنگر چلانے کے لیے ایک میٹنگ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کے گھر پر منعقد ہوئی جس میں اکابر منتظمین کی اکثریتی رائے یہی تھی کہ اپنا لنگر چلانا ہمارے بس کا روگ نہیں۔ جب سب اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تو صلاح الدین نے، جو اس وقت نیویارک جماعت کا ضیافت سیکریٹری تھا اور ہزار بارہ سو مہمانوں کا کھانا بنانے کا تجربہ رکھتا تھا، کچھ عرض کرنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر اس نے اپنا تعارف کرایا اور لنگر کی ڈیوٹیوں کا حوالہ دے کر کہنے لگا:

"میاں صاحب، یہ جو سب مخالفت کر رہے ہیں، انہوں نے کبھی انڈا بھی نہیں تلا۔ انہیں کیا علم، لنگر چلانا کیا ہوتا ہے۔ آپ مجھے موقع دیں، انشاء اللہ یہ کام کر کے دکھاؤں گا۔"

حضرت میاں صاحب کی طبیعت پر بہت بوجھ تھا کہ ایک طرف خلیفۂ وقت کا ارشاد ہو اور دوسری طرف مجبوری و معذوری کی آوازیں بلند ہو رہی ہوں۔ میٹنگ کچھ مایوسی کے رنگ میں ختم ہوگئی۔ سب لوگ باہر نکل آئے تو آپ نے اپنے خادم صدیق کو بھیجا کہ وہ جو سب سے لمبا نوجوان ہے اسے بلا کر لاؤ۔ اس وقت میاں صاحب مرحوم صلاح الدین کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ فرمانے لگے: "تم یہ کام کر لو گے؟" "خدا تعالیٰ کے فضل اور مدد کے ساتھ، انشاء اللہ ضرور۔" صلاح الدین کا جواب تھا۔

"تو پھر وعدہ کرو کہ دنیا میں جہاں بھی ہو، امریکہ کے جلسہ پر ضرور پہنچو گے۔" صلاح الدین نے وعدہ کیا اور پھر اپنی رحلت تک اسے نبھایا۔ وہ جاپان میں ہو، جزائر غرب الہند (Caribbean Islands) میں ہو، انگلینڈ میں ہو یا پاکستان، ہر جلسہ پر امریکہ پہنچا۔

حضرت میاں صاحب مرحوم نے بھی اس کی قدر کی۔ اور اپنی زندگی میں ہمیشہ جلسہ پر پہنچنے کے بعد لنگر تشریف لاتے اور صلاح الدین کا شکریہ ادا کرتے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے منہ بولے بیٹے، میاں ظاہر احمد نے بھی اس روایت کو جاری رکھا اور ہمیشہ لنگر آ کر صلاح الدین کا شکریہ ادا کیا اور اسے یاد دلایا کہ "تمہیں ابا جان مرحوم کا سلام پہنچانے اور شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔"

جلسہ کے ابتدائی سالوں میں ایک بار جلسہ سے کچھ عرصہ پہلے اسے پاکستان جانا پڑا۔ ان دنوں اس کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہیں تھا اور مالی لحاظ سے بھی کافی تنگ دستی کا عالم تھا۔ ایک شخص نے اس کے ایک گہرے دوست سے پوچھا: "صلاح الدین اس دفعہ جلسہ پر آ بھی سکے گا یا نہیں؟" وہ دوست جو اس کا بڑا بھیدی تھا، کہنے لگا:

"وہ جلسہ پر ضرور پہنچے گا، چاہے اسے اپنے کپڑے بیچ کر واپسی کا ٹکٹ خریدنا پڑے۔"

اور حقیقت بھی یہ ہے، اس نے کبھی جلسہ اور اس کی ڈیوٹیوں سے محرومی کا داغ اپنے ماتھے پر نہیں لگنے دیا۔ دو سال پہلے آنکھوں میں آنسو لیے، جذبۂ تشکر و افتخار سے بھرے ہوئے بڑے گمبھیر لہجے میں کہنے لگا:

"امتیاز، آج میں بہت خوش ہوں۔ بحمد للہ مجھے جلسہ کی ڈیوٹیاں دیتے ہوئے پورے پچاس سال ہوگئے ہیں۔ دس سال کا تھا جب پہلی بار پانی پلانے کی ڈیوٹی دی تھی۔ پھر ربوہ ہو، لندن یا امریکہ، کبھی جلسہ کی ڈیوٹی سے محروم نہیں رہا۔"

خدا تعالیٰ نے صلاح الدین کو جن بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا، ان میں علم، ذہانت، عزم، اپنے مقصد سے لگن، اعلیٰ معیار کے نظم و ضبط اور سخت محنت کی عادت تھی۔ لیکن جو چیز ان سب پر بھاری تھی وہ خلافت اور امارت سے انتہا درجہ کی وابستگی، اطاعت اور توکل و قناعت کے ساتھ دعاؤں پر یقین تھا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مشن کی ادائیگی اور تکمیل کے لیے جنون کی حد تک وفا کے ساتھ قائم ہونا تھا۔

اپنے علم، تجربے اور صلاحیتوں کے لحاظ سے وہ دینی دنیاوی ہر دو لحاظ سے ارفع مراتب کا اہل قرار دیا جا سکتا تھا اور جماعت کے اعلیٰ عہدوں کا حقدار سمجھا جا سکتا تھا، مگر اس کی عاجزی اور انکساری نے اسے ہمیشہ خاک نشیں رکھا اور دیگوں کی جھلستی آگ ہی میں اپنے لیے راحت و عافیت جانی۔۔۔ مگر اس کے پیچھے جو حکمت اور راز تھا اس سے شاید ہر کوئی واقف نہیں۔ اس میں ایک ایسا پختہ ایمان تھا کہ انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے ہماری جماعت اس وقت جس

مقام پر فائز اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنی ہوئی ہے وہ ثمر ہے ہمارے آقا و محسن سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس عاجزی، انکساری، توکل اور قناعت کی قبولیت کا کہ کبھی آپؑ دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے اور آج بادشاہ آپؑ کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کو ترستے ہیں اور دنیا کے ملک ملک میں آپؑ کے نام کے لنگر چل پڑے ہیں۔

"لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ - وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ"

(دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک تھا اور آج مَیں کئی گھرانوں کو کھلانے والا بن گیا ہوں)

آقا علیہ السلام کی اس قربانی کی قدر کے لیے صلاح الدین کے اندر ایک ایسا عشق اور جذبہ تشکر تھا کہ وہ خود تو لنگر میں زمین پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھاتا اور دوسروں کی چھوڑی ہوئی جوٹھی کٹوریوں سے پیٹ بھرتا، مگر مسیح پاکؑ کے مہمانوں کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر طعام تیار کرتا۔ اسی بنا پر وہ جلسہ سالانہ پر لنگر مسیح موعودؑ سے بڑھ کر کسی اور ڈیوٹی کے لیے اپنے آپ کو تیار ہی نہ کر پاتا تھا۔ اس خدمت کے لیے اس نے جس طرح اپنی زندگی تج دی اس کا ایک ایک لمحہ زریں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا لب لباب یہی ہے کہ اس کی فطرت میں اعلیٰ معیار اور بچت کا ایسا حسین امتزاج تھا جس کی مثال کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ مسیح موعودؑ کے مہمانوں کے لیے انتہائی اعلیٰ کوالٹی کی اشیا کا انتخاب کرتا اور اسراف سے اس طرح بچتا گویا ایک زہریلے سانپ کے زہر سے تریاق نکال رہا ہے۔ دُور کی قوسوں کو کھینچ کر ایک مختصر سے وَتر میں پروتے ہوئے مَیں نے اس سے بڑھ کر کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

سائنسی علوم کی وسعت اور عامیانہ برتاؤ (Street Knowledge) اس میں اس طرح مدغم ہو گئے تھے کہ کوئی کتنا ہی تجربہ کار، عالم یا شاطر ہوتا اسے مات نہیں دے سکتا تھا۔ ہمارے ساتھ کام کرنے والے بڑے بڑے گھاگ بزنس مین اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ جہاں ان کی قوتِ خرید (Buying Power) کی انتہا ہو جاتی وہاں سے صلاح الدین کام شروع کرتا تھا۔ اس کے لیے اس نے جس طرح چلچلاتی دھوپوں اور یخ بستہ راتوں میں محنت کی یہ اسی کا کام تھا۔ آدھی رات کے بعد دو ڈھائی بجے سبزی منڈی کھلنے سے پہلے وہاں موجود ہوتا اور بھاؤ تاؤ کر کے سب سے اچھا مال سب سے کم قیمت پر خریدتا۔

ایک بار اپنی بیماری کے باعث خود منڈی نہ جا سکا اور دو نوجوانوں کو جو خود بڑے لمبے عرصے سے اس کاروبار میں تھے فون پر ہدایات دیتا رہا۔ ایک موقع پر انہوں نے جواب دے دیا کہ اِس سے زیادہ سستا مال نہیں مل سکتا۔ کہنے لگا: "تم نے ساری منڈی کا چکر لگا لیا ہے اور قیمتوں کا خوب اندازہ ہو چکا ہو گا۔ اب واپس پہلے ساہوکار کے پاس جاؤ اور اسے کہو، ہمیں ٹماٹروں کے سائز سے کوئی غرض نہیں، وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ کیونکہ ہمیں تو مشین میں پیس کر ان کا پیسٹ بنانا ہے۔ تم اگر سائز کے مطابق چھانٹی کرتے رہے اور دیر ہو گئی تو یہ ضائع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ آدھی قیمت دیتے ہیں، سارا مال اٹھوا دو۔" وہ تاجر اس سودے پر راضی ہو گیا۔

امریکہ میں لنگر شروع ہوتے ہی صلاح الدین نے ربوہ، لندن اور کینیڈا کے دورے کیے۔ وہاں کے سسٹم، دیگوں کے سائز اور افرادی قوت (Manpower) کا بڑے سائنٹیفک طریق پر جائزہ لیا اور حساب لگا کر یہ نتیجہ نکالا کہ اگر ہم دیگوں کا سائز بڑا کر لیں جسے ایک رضاکار آسانی سے ہینڈل کر سکتا ہو تو ہم وقت، محنت اور پیسے کی کتنی بچت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں دیگوں کے حجم اور ساخت کے باعث ان میں بیرونی ممالک اور پاکستان کے نائیوں کی دیگوں سے تین گنا زیادہ مقدار میں کھانا پکایا جا سکتا ہے۔ ہماری دال کی ایک دیگ سات آٹھ سو مہمانوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اور دس بارہ تربیت یافتہ کارکنان بڑی آسانی سے دس ہزار افراد کا کھانا تیار کر لیتے ہیں۔

صلاح الدین کی انہیں انتھک کوششوں اور خداداد صلاحیتوں کو ربِّ کریم نے اس طرح نوازا کہ جلسہ پر لنگر شروع ہونے کے پہلے ہی سال ہزاروں ڈالر کی بچت ہو گئی۔ بیرونی ذرائع سے خوراک رسانی (Catering) پر ہم جو سات آٹھ ڈالر فی کس خرچ کرتے تھے وہ لاگت کم ہو کر صرف ۶۹ سینٹ فی کس پر آ گئی۔ اس طرح ربع صدی میں بحمد للہ جماعت کا کروڑہا روپیہ بچا لیا گیا۔

صلاح الدین اپنے مزاج میں بے تکلفی، سادگی اور عاجزی کے باوجود صحیح مؤقف پر ڈٹ جانے والا اور جماعتی فنڈز کے کسی بھی قسم کے اسراف یا ضیاع پر مصالحت کرنے والا وجود نہیں تھا۔ لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ اپنی ذاتی

زندگی میں بھی انتہائی سادہ اور عاجزانہ رکھ رکھاؤ کے باوجود بڑا سخی اور فیاض شخص تھا۔ کسی کو مشورہ کی ضرورت ہو یا عملی مدد کی، ہمیشہ پیش پیش رہتا۔ کئی جماعتوں کو ساز و سامان کی خریداری میں اس نے ہزاروں ڈالرز کی بچت کرائی۔ اور عام حاجتمندوں کی بھی بڑی خاموشی سے اپنی حیثیت اور اوقات سے بڑھ کر مدد کرتا۔ پیسے کی بچت کرنے کے لیے اپنی پرانی سی ٹوٹی پھوٹی کار کی خود ہی مرمت کرتا رہتا۔

ایک بار ایک دوست کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور بجائے ٹول والی ٹرن پائیک لینے کے ذرا دیر سے پہنچانے والے رستے پر ہو لیا تو اس کا دوست اس کے سر ہو گیا:

"صلاح الدین، تم بھی خوب آدمی ہو۔ اٹھارہ ڈالر کی تو بات تھی، کتنا وقت بچ جاتا؟" کہنے لگا:

"تمہیں نہیں پتا، مَیں ایک ایک پیسہ بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مَیں نے کئی پڑھنے والے بچوں کے وظیفے مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ اٹھارہ ڈالر وہاں صرف ہو سکتے ہیں۔"

یہ بھی الٰہی تصرف اور حکمت دکھائی دیتی ہے کہ اِمسال پہلی بار MTA-USA کی لائیو نشریات سے اس کا انٹرویو نشر کیا گیا۔ اسی طرح دیگوں سے اٹھ کر میلے کچیلے سالن بھرے لباس میں سٹوڈیو پہنچ گیا۔ کسی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب قمیص تو بدل لیں۔ کہنے لگا: "انٹرویو لینا ہے تو اسی طرح لو۔ یہ لباس ہی میرا سرمایۂ افتخار ہے۔ میں دکھاوے کے لیے نہیں آیا ہوں۔" پھر اس بات پر اڑ گیا کہ جب تک امتیاز میرے ساتھ نہیں ہو گا، انٹرویو نہیں دوں گا۔ جس شخص نے پہلے دن سے میرا ساتھ دیا ہے، مَیں اس کے بغیر ٹی وی پر نہیں آ سکتا۔

اب سب لوگ مجھے ڈھونڈ رہے تھے اور مَیں چھپتا پھر رہا تھا کہ کسی طرح سامنے نہ ہی آؤں تو بہتر ہے۔ بالآخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگا: "تم مجھ سے بڑے ہو، مَیں تمہیں حکم نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر تم نہیں آؤ گے تو مَیں بھی انٹرویو نہیں دوں گا۔" اس پر مجبوراً مجھے اس کے ساتھ بیٹھنا پڑا کہ کہیں ہم دونوں حکم عدولی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔

اپنے مقصد سے لگن اور ڈیوٹی کی ادائیگی کی راہ میں اس کے سامنے کیسی ہی پہاڑوں جیسی مشکلات آ جاتیں، کبھی اس کے قدم نہ ڈگمگاتے۔ کئی سال پہلے ایک ذرا سی بے احتیاطی سے اس کا پاؤں ابلتی ہوئی دیگ میں جا پڑا۔ پاؤں کی ساری کھال اور گوشت مکمل طور پر بُھن گیا۔ ہڈیاں تک نظر آنے لگیں، مگر اپنے میدان سے ہٹا نہیں۔ بہت زور دیا کہ ہسپتال لے جائیں، نہیں گیا۔ شدید کرب میں وہیں کرسی پر بیٹھا ڈاکٹر آغا شاہد خان سے مرہم پٹی کرواتا رہا اور دیگوں کی نگرانی کرتا رہا۔

یہ ایک عزم تھا، ولولہ تھا خلافت سے انتہائی وابستہ مسیحِ پاک علیہ السلام کے ایک عاجز اور بے لوث غلام کا جس کی ذہانت اور یادداشت ایسی کہ خلیفۂ وقت سے اظہارِ تشکر و امتنان کا تمغہ لے گیا جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے Revelation, Rationality, Knowledge and Truth میں بعض حوالوں کی فراہمی پر اظہارِ خوشنودی فرما کر اسے ہمیشہ کے لیے اَمر کر دیا۔ اس کا علم ایسا کہ بڑے بڑے عالم اس کا دم بھریں۔ اس کا تجربہ ایسا کہ بڑے بڑے جغادری ماہرین اسے چیلنج نہ کر پائیں۔ اس کی قیادت ایسی کہ ہم جیسے بیسیوں بے ہنر، اناڑی اور ناکارہ کارکنوں کو کام کا سلیقہ اور حوصلہ عطا کر گیا۔ اس کا مسیحِ موعودؑ کی صداقت پر ایمان اور خلافت سے وابستگی اور اطاعت کا معیار ایسا کہ رشک آئے۔۔۔ مگر ایک بات جو اس کی افتادِ طبع کے باعث شاید عام لوگوں کے علم میں نہ ہو یا وہ اس کا اظہار صرف مجھ سے ہی کیا کرتا تھا۔۔۔ وہ دعاؤں پر ایسا کامل اور غیر متزلزل یقین تھا کہ مجھے بھی حیران کر دیتا تھا۔۔۔ اور اس کا اظہار وہ آخری وقت میں کر بھی گیا جب جلسہ ۲۰۱۷ کے اختتام پر لنگر کے ورکرز کی گروپ فوٹو کے بعد صلاح الدین نے غیر متوقع طور پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بڑے جذباتی رنگ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک طمانیت اور مسرت کا اظہار کیا کہ اس بار اس نے ہماری کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ہمیں سرخرو کیا ہے اور کوئی بھی شکایت سامنے نہیں آئی۔ اس کے ساتھ تمام ساتھیوں سے معافی مانگتے ہوئے یہ عہد کیا کہ "خدا تعالیٰ مجھے زندگی کے آخری سانس تک لنگر میں کام کرنے اور مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جب مَیں خدمت کرتے ہوئے مروں تو وہ میری زندگی کا آخری جلسہ ہو۔"

صلاح الدین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور تمام حاضرین بھی آبدیدہ تھے۔ لنگر کے ماحول میں اس قسم کی جذباتی فضا مَیں نے پہلے کبھی نہ

دیکھی تھی۔ میرا دل اسی وقت پکڑا گیا کہ یہ آج باتیں کیسی کر رہا ہے۔ لیکن کیا پتا تھا کہ وہ اپنا عہد نبھانے ہی کی نہیں، عہد کی تکمیل کا بھی عندیہ دے رہا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ وہ اپنی وفات سے دو روز قبل مسجد "بیت الرحمٰن" میں لجنہ کے ریجنل اجتماع کی ضیافت کے انتظامات کے لیے ہدایات دیتا رہا اور بیماری کے آخری حملے سے تھوڑی دیر پہلے تک ہمارے لنگر کے پرانے ورکر اور گوشت سپلائی کرنے والے نیوجرسی کے وسیم ملک اور لنگر ضیافت کی سروس کے انچارج عثمان گھمن سے فون پر یہی گفتگو کر رہا تھا کہ لندن، جرمنی اور کینیڈا کے جلسوں کے لیے بھی گوشت کی سپلائی کا معیار اعلیٰ کرنے کے لیے انعام الحق کوثر صاحب کے روابط کو بھی استعمال کر کے ہمیں خود آسٹریلیا جا کر وہاں کے حلال گوشت کے سپلائرز سے براہِ راست رابطہ قائم کرنا چاہیے تاکہ ان سے اپنے معیار اور ضروریات کے مطابق سپلائی کی پیکنگ کروائی جاسکے۔

یہ وہ شخص تھا جو ایک سچے عشق، جنون، دُھن اور جذبے (Passion) کے ساتھ ساری زندگی سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے جُتا رہا۔ اس کے اندر وہ دیوانگی تھی جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے "مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو" میں تلاش کیا تھا۔ یہ آقا علیہ السلام کے ان غلاموں میں سے تھا جو اپنی بے لوث خدمات سے شکر و عجز سے جھکے ہوئے سروں کو سربلند کر گیا اور آپؑ کی روح کو طمانیت عطا کرنے والوں اور یقین دلانے والوں میں شامل ہو گیا کہ آپؑ کے بعد آنے والے بھی آپؑ کی رہنمائی اور عطا کردہ راہوں پر چلتے ہوئے خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے مقدس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

خدا تعالیٰ عزیزی صلاح الدین کو غریقِ رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین مقام عطا فرمائے۔ وہ حقیقتاً ایک عہد ساز وجود تھا جو نہ صرف اپنا عہد نبھا گیا بلکہ زندہ افراد اور زندہ قوموں کی طرح اپنی Legacy اور میراث اس رنگ میں چھوڑ گیا کہ اس کے تربیت یافتہ جانشین اس سے بڑھ کر خدمت کے لیے تیار ہوں۔ انشاء اللہ العزیز۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

موصیان متوجہ ہوں

موصیان سے گذارش ہے کہ مالی سال ۲۰۱۶-۱۷ کے چندہ حصہ آمد پر مبنی جدول ج فارم (Schedule C Form) مکمل کر کے جلد اپنے مقامی سیکرٹری وصایا کے حوالے کر دیں (براہ راست مرکزیا دفتر وصایا مسجد بیت الرحمٰن نہ بھجیں)۔ قبل ازیں اوائل اگست میں تمام موصیان کی Financial Statements ان کی خدمت میں مقامی وصایا سیکرٹریان کے توسط سے بھجوادی گئی تھیں۔

تکمیل شدہ فارم نیشنل وصایا دفتر میں موصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۷ اگست ۲۰۱۷ ہے۔ اگر آپ کو اب تک مذکورہ دستاویزات موصول نہیں ہوئیں تو فوراً اپنے مقامی وصایا سیکرٹری (یا صدر جماعت) سے رابطہ کریں۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ جدول ج فارم (Schedule C Form) ہر سال مکمل کر کے مرکز بھجوانا ہر موصی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں صدر انجمن احمدیہ کا نافذ العمل قاعدہ (نمبر ۶۹) حسب ذیل ہے۔ "ہر موصی کے لئے لازم ہو گا کہ وہ سالانہ اصل آمد حسب نمونہ جدول ج پُر کر کے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن کو اختیار ہو گا کہ وہ مناسب تنبیہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب کارروائی کرے جو منسوخیٔ وصیت بھی ہو سکتی ہے"۔

آپ کے تعاون کے لئے ہم آپ کے بہت مشکور ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ نیشنل سیکرٹری وصایا۔ جماعت احمدیہ امریکہ۔

نوٹ Schedule C Form: ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل لنک استعمال کریں۔

www.ahmadiyya.us/departments/wasiyyat

ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم

صادق باجوہ۔ میری لینڈ

زندگی بھر خدمتِ خلقِ خدا میں تھا مگن　　ہر گھڑی سینے سے اُٹھتی تھی اخوّت کی لگن
کیا ہی خوشنودی تجھے ملتی خلافت سے رہی　　یہ حصولِ نعمتِ عظمیٰ اطاعت سے رہی
عزم و ہمت کی لگن ہوتی تھی چہرے سے عیاں　　یاد ہے ہم کو مگر اب دیکھ پائیں گے کہاں
علم کے اعلیٰ مدارج کو بھی حاصل کر لیا　　دین کی تعلیم سے بھی اپنا سینہ بھر لیا
باپ دادا سے ملا ورثہ بھی تو نے پالیا　　اک صلہ رحمی کا جذبہ دل سے تھا اپنا لیا
اپنی کچھ پروا نہ کی دکھ غیر کا اپنا لیا　　اے صلاح الدین ! تو نے اس کا بدلہ پالیا
خدمتِ دیں کا بھی جذبہ دل سے تجھ کو بھا گیا　　باپ کے نقشِ قدم چل کر تو عزت پا گیا

تو دلوں میں بس رہا ہے، مرتبہ کیا خوب ہے
جانبِ فِردوس رخصت ہو گیا، کیا خوب ہے

جماعت کو نصیحت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اب مَیں اپنی جماعت کو بھی ایک نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمہارے دشمن تمہیں پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن اگر تم ایمان سے معمور سینہ رکھتے ہو وہ تمہیں پامال نہیں کر سکتے۔ آپ اپنے اقوال، افعال، عقائد، اخلاق اور معاملات کو درست کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم چلو۔ کمزوریاں اور سستیاں چھوڑ دو۔ تمہیں بہت بڑا کام درپیش ہے، بڑی مہم ہے جو تمہیں سر کرنی ہے۔ تم نے احمدیت کو پھیلانا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم بداخلاقی کو نہ چھوڑو، بدمعاملگی کو نہ چھوڑو اور نمازوں اور دیگر دین کے احکام میں پوری پابندی نہ اختیار کرو۔ کوشش کرو، کوشش کرو کہ فتح پاؤ۔ تمہیں سچی فتح ہوگی اور دشمن کی جھوٹی فتح بھی اس کے لئے سوگواری کا موجب ہوگی اور دشمن تم سے اس طرح جائے گا جیسے لَاحَول سے شیطان بھاگتا ہے۔ ...... مولویوں کی قوم بزدل قوم ہے اور ان کو ظاہری سامانوں پر ہی بھروسہ ہے۔ وہ اس قوتوں اور طاقتوں کے خزانے سے غافل ہیں جو خدا تعالیٰ سے ملتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک اپنے فرض منصبی کو بجا لائے اور لوگوں کو احمدی بنانے کے درپے ہو جائے۔ پھر تم دیکھو گے کہ دشمن کے لئے ہماری کامیابی ماتم کا موجب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی دے۔ ہماری حالت کو درست بنائے، ہماری کمزوریوں کو معاف کرے۔ ہمیں کامیابی دے اور کامیابی کو روشن کرے۔ آمین“ (معیارِ صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 65-64، مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن)

پیاری ماں کی پیاری یادیں

خالدہ رانا (نارتھ جرسی)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ : تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ماں ایک ایسا انمول رشتہ ہے کہ جس کے حُسن کو بیان کرتے کرتے الفاظ بھی کم پڑ جائیں۔ بے لوث دعاؤں کا خزانہ ماں ہے۔ اولاد کی ہر خوشی اور غم میں سہارا دینے والی یہی عظیم ہستی ہے، خدا کی طرف سے انمول تحفہ ہے یہ ماں، اولاد کے ہر غم کی تڑپ رکھتی ہے یہ ماں، اولاد کی ہر خوشی میں جھوم جاتی ہے یہ ماں، بے غرض دعاؤں کا خزانہ ہے یہ ماں، بے لوث محبت کا پیکر ہے یہ ماں، عورت کے وجود میں عظیم رشتہ ہے یہ ماں، تیری عظیم قربانیوں کو ہے خراج تحسین اے پیاری ماں، جنت کو بھی خدا نے تیرے قدموں کو چُنا ہے ماں۔

ایک بیٹی جو اپنی والدہ محترمہ کو دل و جان سے زیادہ پیار کرتی ہو۔ آج وہ اتنے دکھ بھرے الفاظ لکھنے کی طاقت کہاں سے لائے کہ وہ ہستی وہ پیارا وجود جس نے مجھ کو جنم دیا وہ آج میرے ساتھ نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے جب بندے پر کوئی آزمائش آتی ہے تو وہ صبر کی طاقت بھی دے دیتا ہے۔ ہمیں اپنے خدا کی رضا میں ہی راضی رہنا ہے۔ آج میں ایک انتہائی پیاری شخصیت، نیک، مخلص، باوفا، نافع الناس اور بہت سی خوبیوں کی مالک عظیم اپنی پیاری والدہ محترمہ کا ذکر خیر کروں گی۔ میں وہ خوش نصیب بیٹی ہوں جس کی وہ بہت ہی پیاری والدہ تھیں۔ میری ماں کی پیاری یادیں ہی میرے پاس میرا کل خزانہ ہیں۔ میری پیاری والدہ محترمہ سروری بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری احمد دین صاحب مرحوم آف کریام نائب صدر ضلع فیصل آباد دختر چودھری عبدالکریم مرحوم تھیں۔ آپ حاجی غلام احمد صاحبؓ آف کریام صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسرے نمبر کی بہو تھیں۔ آپ ۸۰ سال کی عمر میں ۳۱/ جنوری ۲۰۱۷ء کو منگل کی رات ساڑھے گیارہ بجے انتقال کر گئیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کی وفات اوکاڑہ میں میری بڑی بہن کی رہائش گاہ میں ہوئی۔ وہ بلڈ پریشر اور شوگر کی مریضہ تھیں۔ ماشاء اللہ ساری زندگی باوقار طریقے سے گزاری۔ بہت باہمت خاتون تھیں۔

آپ کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔ آپ اپنے والدین کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ والدین کے گھر نیک، تابعدار اور مخلص بیٹی کا رول ادا کیا۔ اچھی تعلیم حاصل کی۔ پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ شادی کی وجہ سے تعلیم کو جاری نہ رکھ سکیں۔ اپنے والدین کی انتہائی فرمانبردار بیٹی تھیں۔ اپنی دو چھوٹی بہنوں کے ساتھ بھی انتہائی محبت کا سلوک روا رکھتی تھیں۔ شادی کے بعد آپ کی زندگی فیصل آباد میں گزری۔ دین کی خدمت میں اپنے خاوند کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا۔ آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ ربوہ کے ایام میں پڑھایا۔ میرے نانا جان میرے والد محترم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ میرے نانا جان میرے والد محترم کی بے انتہا عزت کرتے تھے اور ان کے ساتھ بہت محبت اور پیار کا تعلق تھا۔

میری والدہ محترمہ انتہائی عاجزانہ اور سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔ لاہور میں پیدا ہوئیں وہیں پلی بڑھیں اور تعلیم حاصل کی۔ شادی کے بعد کچھ عرصہ گاؤں میں اپنے خاوند اور سسرال کے ساتھ رہیں۔ سسرال میں قیام کے عرصے میں اپنے فرائض ذمہ داری اور خوشی سے سرانجام دئے، اپنے اخلاق سے سب کے دل جیت لئے۔ اپنی ساس کی خدمت بھی خوش اسلوبی سے کی۔

ان کی دعاؤں سے ہی میری والدہ نے ڈھیروں سکون اور خوشیوں والی زندگی بسر کی۔ خاوند کی انتہائی تابعدار تھیں۔ ان کے ہر فیصلہ کو ماننا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دے کر اپنے گھر کے آنگن کو جنّت کا نمونہ بنایا تھا۔ گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنا وقت جماعتی کاموں میں بھی گزارا۔ آپ نے ماشاءاللہ ۸ سال بحیثیت صدر لجنہ اماءاللہ شہر فیصل آباد کام کرنے کی سعادت پائی۔ اس کے علاوہ دیگر عہدوں پر بھی کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے کافی عرصہ سیکرٹری مال، سیکرٹری رشتہ ناطہ کے عہدوں پر بھی کام کیا۔ آپ نے بے شمار لوگوں کے رشتے انتہائی خلوص کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ اور اُن تمام لوگوں سے دعائیں لیتی رہیں۔

میری پیاری والدہ انتہائی نیک اور شفیق شخصیت کی مالک تھیں۔ پانچ وقت کی نمازی، روزہ، صدقات اور قرآن پاک کی روزانہ پابندی سے تلاوت کرتی تھیں۔ کافی عرصہ اعتکاف بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیشہ ہر سال شوال کے روزے بھی رکھتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شوق سے کرتی تھیں۔ اخبار الفضل، رسالہ مصباح کا مطالعہ ہر صبح روزانہ کرتی تھیں۔ انتہائی صفائی پسند اور ہر چیز کو قرینے سے رکھنے کی عادت تھی۔ اپنی والدہ کی یہی عادت الحمدللہ ہم ساتوں بہنوں بھائیوں میں ہے۔ دین کے کام بہت شوق اور دلجمعی سے کرتی تھیں۔ جماعتی دوروں پر بھی میرے والد محترم کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا۔ عاجزی اور وسعتِ حوصلہ کی بہترین مثال تھیں۔ مہمان نوازی میں اعلیٰ کردار کی مالک تھیں۔ انتہائی خوش مزاج تھیں۔ میرے والد محترم کے ساتھ انتہائی خلوص و محبت کا وقت گزارا تھا۔ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی اور وقت پر ان کی شادیوں کے فرائض انجام دیئے۔ شادیوں کے معاملات میں اپنے خاوند کے ساتھ مکمل تابعداری کا مظاہرہ کیا۔ ہر ضرورت مند کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ انتہائی محبت کا سلوک رکھا۔ کبھی اپنی زبان سے کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا۔ کسی کے خلاف بات نہیں کرتی تھیں۔ انتہائی ایماندار خاتون تھیں۔ ان کی ایمانداری کی وجہ سے کئی لوگ اپنی رقوم اماناً آپ کے پاس رکھواتے تھے۔ کئی جاننے والے، رشتہ دار اہم کاموں میں اس یقین کے ساتھ آپ سے مشورہ لیتے تھے کہ آپ کا مشورہ ان کے لئے بہتری کا باعث ہوگا کیونکہ آپ دین کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتی تھیں۔ ہمیشہ دنیاوی کاموں پر دینی کاموں کو اہمیت دیتی تھیں۔ آپ کا تعلق اپنے بچوں کے ساتھ انتہائی مشفقانہ اور محبت والا تھا۔ خوش مزاج اور ہنس مکھ تھیں۔ اپنے ملازمین کو ہمیشہ گھر کے افراد سمجھتی تھیں۔ جو ہم خود کھاتے وہی ان کو کھانے کو دیتی تھیں۔ آپ کے اخلاق کے تمام لوگ گرویدہ تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کو خلیفۂ وقت سے ملاقات کا کئی بار شرف حاصل ہوا تھا۔ میرے والد محترم کے ساتھ قادیان کا جلسہ سالانہ بھی دو دفعہ دیکھنا نصیب ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم محمد الدین صاحب ناز ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھائی۔ اتفاق سے میرے والد محترم کی نماز جنازہ کی امامت بھی انہوں نے ہی کی۔ فیصل آباد شہر میں بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امریکہ میں نارتھ جرسی میں حافظ سمیع اللہ صاحب (صدر جماعت نارتھ جرسی) نے آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

دو سال پہلے میرے والد محترم چودھری احمد دین صاحب کا انتقال ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے ہمیں اور ہماری والدہ صاحبہ کو صبر سے زندگی گزارنے کی توفیق دی۔ ہماری والدہ صاحبہ نے ہمیں ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ ان کے آخری ایام میری بڑی بہن کے پاس گزرے۔ میری بہن نے میری والدہ کی دل و جان سے خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ اب ہمارے پاس اپنے والدین کی صرف یادیں ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے والدین کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں اپنی رضا، قرب اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔ خدا تعالیٰ ہم سب بہن بھائیوں کو صبر دے اور ہمارے والدین کی دعائیں ہمیشہ ہمیں لگتی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش سے ہم سیراب ہوتے رہیں، آمین۔

دن رات ہمارے لئے دعائیں کرنے والے کہاں چلے گئے، ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے والے کہاں چلے گئے، ہمارے آنسوؤں کو صاف کرنے والے کہاں چلے گئے، ہمیں دنیا میں لانے والے خود کہاں چلے گئے، ہر دُکھ سُکھ میں سہارا بننے والے کہاں چلے گئے، ہماری ہر لمحے کی فکر کرنے والے ہمیں چھوڑ کر کہاں چلے گئے؟ اپنی اچھی یادیں چھوڑ کر اپنے خدا کے گھر چلے گئے۔ اک زمانہ تھا کہ فیصل آباد میں ایک گھرانا تھا، اُس آشیانہ کا نام بیت الحمد تھا، میرے والدین کی دعاؤں کا وہ مرکز تھا، سات بہن بھائیوں کی رونق سے مالا مال تھا، فیصل آباد کی گلیوں سے ایک انمول تعلق تھا، اُس بچپن کے تعلق کو کیسے کوئی بھلا سکتا تھا، اُس زمانے میں سوچو میں کیا چیز تھی، جس زمانے میں میرے والدین کا ہاتھ ہمارے سر پر تھا، خدا کی رحمتوں اور فضلوں سے بھرا ہوا آنگن تھا، اُس آنگن کے درودیوار آپس کی محبت سے چمکتے تھے، میرے والدین نے اسے اپنی محبتوں سے سجایا تھا، یہ سب میرے بزرگوں کی دعاؤں اور خدا کے فضلوں کا نتیجہ تھا۔

دُنیا کی بڑی اسلامی حکومت کا ناجائز اور ظالمانہ فیصلہ

صاحبزادہ طاہر لطیف

بہت حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ملاؤں کے شدید دباؤ پر پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جماعت احمدیہ کے مسلمانوں کے خلاف ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں فیصلہ کیا کہ احمدی نان مسلم ہیں یعنی احمدیوں کا مذہب اسلام نہیں ہے، استغفر اللہ۔ اس شرمناک غیر اسلامی اور غیر قانونی فیصلہ پر پاکستانی ملاؤں اور عوام نے خوشیاں منائیں پاکستان کے پڑھے لکھے طبقہ کو بھی یہ احساس نہیں ہوا اور نہ آواز اٹھائی کہ دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی کسی منتخب شدہ پارلیمنٹ نے لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کے ایمان یا مذہب کا فیصلہ نہیں کیا کیونکہ مذہبی آزادی تو اسلامی تعلیم اور دنیاوی قانون کے مطابق بھی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ یہاں اگر نعوذ باللہ ایک منٹ کے لئے یہ مان لیں کہ اسلام احمدیوں کا مذہب نہیں ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدی مسلمانوں کا کیا مذہب ہے؟ کیا احمدیوں کے لئے مذہب بھی پاکستانی ملا تجویز کریں گے؟ منتخب شدہ وزیر اعظم یا پارلیمنٹ کے ممبران کسی شخص یا جماعت کے ایمان یا مذہب کے جج نہیں بن سکتے۔ مذہبی معاملات میں پارلیمنٹ کی مداخلت غیر قانونی اور ناجائز ہے۔

بعض علماء اور پاکستانی شہری یہ بھی کہتے ہیں کہ اکثریت کا فیصلہ ہے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ کسی شخص یا جماعت کے مذہب کو تبدیل کرنے کا اکثریت کو بھی کوئی حق نہیں ہے یہ کوئی دنیاوی یا سیاسی معاملہ نہیں ہے۔ مذہب میں انسان کے دل کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ ہر انسان کا بنیادی انسانی حق ہے۔ اس کو مذہب کی آزادی ہی کہتے ہیں پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی صاف طور پر مذہب کی آزادی کا قانون موجود ہے۔ اس آئین کے پارٹ ۲ چیپٹر ۱ کے آرٹیکل ۸ اور ۲۰ کے الفاظ نیچے لکھتا ہوں:

20 (a) Every citizen shall have the right to progress, practice and propagate his religion.
(b) Every religious denomination…shall have the right to establish and maintain and manage its religious institutions.
8 (1) Any law or any custom or usage having the force of law in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void.

اوپر کے مبینہ قانون سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستان کی حکومت، پارلیمنٹ اور ملاؤں نے خود ہی اپنے آئین کو توڑا ہے۔

چنانچہ پاکستان کے آئین نے مذہب کی آزادی ہر شہری کو دی ہے۔ نیز یہ کہ آئندہ بنیادی انسانی حقوق میں مذہب کی آزادی، پراپرٹی کی ملکیت وغیرہ وغیرہ میں اگر کوئی تبدیلی لائے گا تو وہ تبدیلی کالعدم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان مُلّاؤں، وکلاء اور جج صاحبان کے ایمان کا حال قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے ”ختم اللہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔۔۔“(سورۃ البقرہ:۸) ترجمہ، اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور ان کی شنوائی پر بھی۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ آگیا ہے۔

میں یہاں ایک بالکل عام سی بات لکھنے لگا ہوں۔ اس مضمون کے پڑھنے والا اگر باہر جا کر سٹریٹ پر گزرتے ہوئے کسی شخص کو کہے کہ جناب اگر آپ برا نہ منائیں تو کیا میں آپ سے ایک چھوٹا سا سوال پوچھ سکتا ہوں تو اگر وہ شخص ہاں میں جواب دے تو آپ اس سے پوچھیں کہ جناب آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اگر وہ شخص جواب میں کہے کہ میں کرسچن ہوں تو پھر آپ اس سے کہیں کہ اگر میں آپ کو کہوں کہ جناب آپ کرسچن نہیں ہیں تو آپ کا کیا ردّ عمل ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ اس طرح کا کوئی جواب دے گا کہ آپ کون ہوتے ہیں یا آپ کا کوئی حق نہیں بنتا کہ میرے مذہب کا فیصلہ آپ میرے لئے کریں غالباً یہ بھی کہہ دے گا کہ میرے مذہب کا تعلق میرے دل سے یا میرے ایمان سے ہے۔ اسی طرح اگر آپ یہ سوال سٹریٹ پر ایک پاکستانی مسلم سے پوچھیں تو اس مسلمان کا جواب بھی کرسچن سے ملتا جُلتا ہوگا اور پھر اس پاکستانی مسلمان کو کہیں کہ اگر امریکن پارلیمنٹ آپ کے مذہب یا مسلمان ہونے کا یہ فیصلہ کرے کہ آپ مسلمان نہیں ہیں یا اسلام آپ کا مذہب نہیں ہے تو آپ کا کیا ردّ عمل ہوگا تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ امریکہ کبھی ایسا ناجائز اور غلط قانون نہیں بنائے گا کیونکہ امریکہ کے قانون میں مذہب کی آزادی ہے

اور پھر یہ صاحب شاید یہ بھی کہہ دیں کہ دنیا کے سب مہذب ممالک میں مذہب کی آزادی ہے۔

دُنیا کی دوسری جنگ عظیم کے بعد دُنیا کی سب قوموں نے مل کر ۱۹۴۸ء میں یو این او کے تحت Universal Declaration of Human Rights پر عمل کرنے پر اتفاق کیا پاکستانی حکومت نے بھی دوسری قوموں کے ساتھ مل کر اس پر دستخط کئے اس معاہدہ کے ۳۰ آرٹیکل ہیں آرٹیکل ۱۹،۱۸ اور ۲۰ کو مختصراً لکھتا ہوں:

Article 18: Everyone has the right to freedom of thought, conscience and religion, this right includes freedom to change his religion or belief...
Article 19: Everyone has the right to freedom of opinion and expression....
Article 20: Everyone has the right of assembly and association.

پاکستان کی حکومت کا اخلاقی فرض ہے کہ اوپر کے تین مذکورہ آرٹیکلز پر عمل کرے اور جماعت احمدیہ کو تین بنیادی حقوق سے محروم نہ رکھے۔

جماعت احمدیہ کے مسلمانوں کو ۱۹۷۴ء میں نان مسلم بنانے سے مُلّاؤں کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا چنانچہ ۱۹۸۴ء میں ملاؤں اور ڈکٹیٹر جنرل ضیاء نے آرڈیننس کے ذریعہ پابندی لگائی ہے کہ اگر احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہے، اذان دے (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے)' قرآن شریف کی تلاوت کرے یا السلام علیکم کہے تو اسے ۳سال قید کی سزا ملے گی اس طرح اس ظالم ڈکٹیٹر اور ملّاؤں نے تیسرا بہت بڑا ظلم کیا۔ مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن پاک کی نافرمانی اور ہمارے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ قرآن پاک میں تو کئی جگہ پر مذہب کی آزادی کا پیغام صاف بیان ہے مثلاً سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یوں مخاطب فرمایا ہے 'وقل الحقُّ من رَّبِّکُمْ فمن شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ 'ترجمہ، اے اللہ کے رسول! تو یہ حق کی بات اللہ کی طرف سے انسانوں کو بتادے کہ جو کوئی ایمان لانا چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جو کوئی چاہے کفر اختیار کرنا وہ کفر اختیار کرے۔ ہر انسان کو مذہب کی آزادی کا کتنا صاف بیان ہے اسی طرح سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ ترجمہ، اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو جو بھی زمین میں بستے ہیں اکٹھے سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تو لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے حتّٰی کہ وہ ایمان لانے والے ہو جائیں۔ قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ترجمہ، دین یا مذہب کے معاملات میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اور بھی قرآن پاک میں مذہبی آزادی کی کئی جگہ صاف تعلیم موجود ہے کتنی شرم اور افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ملک پاکستان اور دوسرے مسلمان ممالک میں قرآن کی صاف تعلیم کی مسلمان نافرمانی کر رہے ہیں اور مغربی ممالک جو مسلمان نہیں ہیں وہاں مذہب کی آزادی ہے اور قرآن پاک کی تعلیم پر نسبتاً زیادہ عمل کر رہے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق نے آرڈیننس کے ذریعہ احمدی مسلمانوں کو خود کو مسلمان کہنے سے منع کیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سورۃ الحج (۲۲:۷۹) میں فرماتا ہے، ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا مسلمان کا نام ہم نے عطا کیا ہے تمہیں اور تم سے پہلے بھی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ترجمہ، اے اللہ مجھے مسلمان بنا اور میری ذُریّت کو بھی اُمّتِ مسلمہ بنا۔ قرآن کریم میں ہر نبی کی اُمّت کا نام خدا نے مسلمان رکھا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہر امت کے ماننے والے کا نام خدا نے مسلمان رکھا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبد اللہ بن ابی سلول ایک مشہور اور بہت بڑا منافق تھا۔ قرآن پاک نے اس منافق کو بھی غیر مسلم نہیں کہا۔ جب عبد اللہ ابن ابی سلول فوت ہوا تو اس کی وفات پر خدا کے رسولؐ نے اسے مسلمان قرار دے کر اس کا جنازہ پڑھایا۔

جنرل ضیاء الحق کے آرڈیننس نے احمدیوں کو مسجد کا نام استعمال کرنے سے منع کیا حالانکہ قرآن میں عیسائیوں کی عبادت گاہ کو بھی مسجد کہا گیا ہے۔ قرآن پاک میں سورہ الجن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے چند ماہ بعد مساجد کا ذکر ہے حالانکہ اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے گھر کے ایک کونا میں چند صحابہ نماز پڑھتے تھے اس وقت کوئی باقاعدہ تعمیر شدہ مسجد نہیں تھی۔ قرآن پاک میں مسجد سے مراد وہ اعضاء بھی ہیں جو نماز میں سجدہ میں زمین پر لگتے ہیں مثلاً پیشانی، ہاتھ، پاؤں وغیرہ قرآن پاک نے ان اعضاء کو مسجد قرار دیا ہے۔

پھر اس بدنام زمانہ نے احمدی مسلمانوں کو اذان کا لفظ استعمال کرنے اور

اذان دینے سے منع کیا بالفاظ دیگر خدا تعالیٰ کا نام لینے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کرنے سے منع کیا۔ یہاں میں ایک حدیث کا ذکر کروں گا جس سے معلوم ہو گا کہ اس شخص نے کیسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے خلاف آرڈیننس بنایا۔ جنگ حنین کی فتح کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے لشکر کے ساتھ مکہ میں واپس آرہے تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ صحابہؓ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کی تیاری شروع کی۔ ایک صحابیؓ نے اذان دی اور پھر نماز ادا کی۔ ابو محذورہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابیؓ اذان دے رہے تھے تو ہم دس بارہ نوجوان وہاں قریب موجود تھے تو ہم نے نقل اتارتے ہوئے مذاقاً اذانیں دینی شروع کیں اور ابو محذورہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سوچا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے اب مکہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جانا چاہیئے۔ اتنے میں لشکر کے صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر محذورہ کے پاس آئے اور ان سب نوجوانوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے کہا چنانچہ مجبوراً وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے اُن سب سے پوچھا کہ تم میں سے سب سے زیادہ اونچی اور میٹھی آواز کس کی ہے۔ سب نے جواب میں کہا کہ محذورہ کی آواز سب میں اونچی اور میٹھی ہے۔ تو رسول پاکؐ نے فرمایا کہ باقی سب نوجوان چلے جاؤ اور محذورہ یہاں ٹھہر جائے۔ ابو محذورہ کو رسول پاکؐ نے فرمایا کہ 'خوب اونچی آواز سے اذان دو۔' ابو محذورہ نے بلند آواز میں اشھد ان لّاالٰہ الا اللہ اور اشھد انّ محمّدا رسولُ اللہ پڑھا تو رسول اللہ ﷺ کا پاک دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا کہ ایک کافر نے اللہ تعالیٰ کی وحدت اور اللہ کے رسولؐ کی شہادت کی آواز بلند کی۔ آپ نے اپنی جیب مبارک سے ایک تھیلا چاندی سے بھرا ہوا نکالا اور ابو محذورہ کو پیش کیا اور فرمایا 'ابو محذورہ جاؤ تمہیں اجازت ہے کہ مکّہ کی گلیوں میں بلند آواز سے اذان دو بلکہ خانہ کعبہ میں بھی اذان دو۔ یہ تھا ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کا بے مثال نمونہ۔ اس کے برعکس پاکستانی مُلّا ضیاء کے پاس گئے اور عملی طور پر یہ درخواست کی کہ اگر احمدی اذان دیں تو اذان دینے پر ۳سال کی قید کی سزا دیں۔ چنانچہ ضیاء نے ایسا ہی قانون بنایا۔ یہ ہے ضیاء کا اسلام اور رسول پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف اعلانِ جنگ۔

یہاں مختصراً اس امر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۱۹۷۴ء میں پاکستانی اسمبلی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تیرہ دن ملاؤں اور پارلیمنٹ کے ممبران کو ان کے سارے سوالات کے جواب دیئے۔ اس شیر خدا نے قرآن پاک کے حوالوں اور حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور احادیث کے ذریعہ پاکستانی ملاؤں اور ممبران کو حقیقی اسلام سے متعارف کیا یہ سب سوال و جواب ایک کتاب 'محضر نامہ' کی صورت میں شائع کر کے ممبران پارلیمنٹ کو دیئے لیکن ملاؤں اور پارلیمنٹ کے ممبران نے پاکستانی عوام کو ڈر کے مارے بے خبر رکھا کیونکہ عوام کو صحیح اسلام کا علم ہو جائے گا۔ ہمارے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حکومت اور ملاؤں کو سخت وارننگ دی کہ احمدیوں کو نان مسلم قرار دینے پر نہ صرف تم پاکستان کے امن کو تباہ کرو گے بلکہ دوسرے ملکوں میں بدامنی پھیلے گی۔ وہی ہوا۔ دہشت گردی شروع ہوئی۔ طالبان نے اسی حکومت کو، ملٹری کو، سب کو کافر قرار دیا اور بے دردی سے نمازیوں کو مسجدوں میں، لوگوں کو بازاروں اور زیارتوں میں، سکول کے بچوں کو سکولوں میں کافر قرار دے کر بے دردی سے قتل کرنے لگے۔

اسی پر اکتفا کرتے ہوئے یہ بھی ذکر کر دوں کہ پاکستان کے نادان ملّاؤں اور بعض حکومتوں نے تقریباً ۷۰ سال سے ہر ممکن کوششیں کیں، سازشیں کیں بلکہ دنیا کے دیگر مسلمان ممالک کے سربراہوں کو بھی سازش میں شریک کیا اور بڑے منصوبے بنائے، غیر اسلامی قانون بنائے کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت اور خلافت کو ختم کر دے۔ ہمارے غیور خدا تعالیٰ نے ایک ایک سربراہ کو پکڑ کر ہلاک کیا، ایک ایک بدخواہ کو خائب و خاصر کیا اور جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں عظیم الشان ترقی دے رہا ہے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ تو صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ الٰہی سنت ہے 'کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ' حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی کیا خوب فرمایا ہے 'قضائے آسمان ست این بہر حالت شود پیدا'۔ (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالاتِ اسلام، اندرونی ٹائٹل) اس میں شک نہیں کہ ہم نے جماعت احمدیہ پر ایک متکبر اور ظالم ڈکٹیٹر کا دور دیکھا جس پر ہمارے خداوند کا غضب جوش میں آیا اور پھر اس ظالم کی

تباہی کا عبرتناک انجام دیکھا۔ اور پھر دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے درج ذیل اشعار لفظاً بلفظاً پورے کئے۔

ظالم مت بھولیں بالآخر مظلوم کی باری آئے گی
مکّاروں پر مکر کی ہر بازی اُلٹائی جائے گی
پتھر کی لکیر ہے یہ تقدیر مِٹا دیکھو گر ہمت ہے
یا ظلم مٹے گا دھرتی سے یا دھرتی خود مٹ جائے گی
اک روز تمہارے سینوں پر بھی وقت چلائے گا آرا
ٹوٹیں گے مان تکبر کے بکھریں گے بدَن پارہ پارہ
مظلوموں کی آہوں کا دُھواں ظالم کے اُفُق کجلا دے گا
نمرُود جَلائے جائیں گے دیکھے گا فلک یہ نظّارہ

"عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار"

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا

نیچر ورلڈ نیوز کی اشاعت ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کے مطابق حال ہی میں معروف ماہر تھیوریٹیکل فزکس سٹیفن ہاکنگ Stephen Hawking نے آکسفورڈ یونین کی بزم مباحثہ سے خطاب کرتے ہوئے "انکشاف" کیا ہے کہ اس کرہ ارض پر انسانوں کے زندہ رہ جانے کے لئے محض ایک ہزار سال کا عرصہ رہ گیا ہے۔ اگر بنی نوع انسان اپنی بقا کی خواہاں ہے تو اس کے لئے اسے کوئی اور "قابل رہائش" سیارہ ڈھونڈ کر وہاں ہجرت کر جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آپ کے الفاظ میں:

"I don't think we will survive another thousand years without escaping beyond our fragile planet."

واضح رہے کہ سٹیفن ہاکنگ اپنے دہریہ خیالات و نظریات کی وجہ سے بھی معروف ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام جو مجدد الف آخر ہیں، اپنے ایک شعر ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار

کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "کتب سابقہ اور احادیثِ صیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس کے برابر ہے"۔(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ حاشیہ صفحہ ۱۴۶) اور "انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گزر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں۔"(لیکچر لاہور)۔ فرمایا: "یہ گنتی ہم حضرت آدمؑ سے کرتے ہیں مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اس سے پہلے انسان نہ تھا یا دنیا نہ تھی۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۵۲)۔

لیکن کیا ہزار سال کا معینہ وقت پورا ہوتے ہی "قیامت" آجائے گی؟ اس بارہ میں آپؑ نے وضاحت فرمائی کہ: "خاص گھڑی کی کسی کو خبر نہیں، خدا قادر ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد چند صدیاں اور بھی زیادہ کر دے کیونکہ کسر شمار میں نہیں آتی جیسا کہ حمل کے دن بعض وقت کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں"، (لیکچر سیالکوٹ)۔ نیز یہ وضاحت بھی فرمائی کہ "یاد رہے کہ قیامت بھی کئی قسم پر منقسم ہے اور ممکن ہے کہ سات ہزار سال کے بعد کوئی قیامتِ صغریٰ ہو جس سے دنیا کی ایک بڑی تبدیلی مراد ہو نہ کہ قیامت کبریٰ۔"(تحفہ گولڑویہ)۔ آپ نے اپنی متعدد تالیفات کے متفرق مقامات پہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کی تشریح بیان فرمائی ہے اور ان سب کو ایک دوسرے کی روشنی میں پڑھنے سے مکمل نقشہ واضح ہو جاتا ہے۔

سٹیفن ہاکنگ صاحب (Stephen Hawking) کا مذکورہ بالا بیان منطقی اور طبعی ہر دو لحاظ سے ذہنوں میں ایک اضطراب، بے یقینی اور مایوسی کو جنم دینے کا باعث بن سکتا ہے لیکن اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ایک سو سال سے بھی پہلے اِس دورِ ہفتم ہزار کے بارہ میں بنی نوع انسان کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ: "ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔" (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۶)۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تاریخِ انسانی کے اس اہم دور کے جملہ تقاضے نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میری کتابیں

ارشاد عرشی ملک

دوماہ قبل، چھوٹی عید کے موقع پر خاکسار کی کتاب "کاغذ کا قرض" منظرِ عام پر آئی تھی۔ جو شاعری کا ذوق رکھنے والے جماعتی اور غیر جماعتی، سبھی قارئین کے لئے تھی۔ خاکسار کی شاعری سے محبت رکھنے والے افراد نے ذاتی طور پر اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اللہ کے فضل و احسان سے یہ کتاب، یوکے، کینیڈا، جرمنی، آسٹریلیا، شارجہ اور پاکستان کے بعض شہروں تک بھی پہنچی اور بہت پسند کی گئی۔ الحمد للہ۔ ۱۰۰۰ کتابیں ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر نکل گئیں۔ مزید ڈیمانڈ آئی لیکن کتابیں ختم ہو چکی تھیں۔ اب خاکسار کی مزید دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

۱۔ "حیاء پہچان ہے میری" اس کتاب میں خاکسار نے لجنہ اِماء اللہ سے متعلق تمام شاعری جو گذشتہ ۱۷ برس کے دوران کی، اور جو میری مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی تھی۔ مثلاً پردے پر نظمیں، لجنہ کے بارے میں نظمیں، نوجوان بچیوں اور بچوں کو نصائح، بد رسومات اور عائلی زندگی کے حوالے سے نظمیں، سب ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔ سو یہ کتاب ان شاء اللہ ہماری پیاری احمدی بہنوں کے لئے ایک تحفہ ہو گی۔ مرد حضرات بھی یہ کتاب خرید کر اپنی بیگم، بیٹیوں اور بہنوں اور والدہ کو تحفتاً دے سکتے ہیں۔

۲۔ "خاک ہوں مجھ کو کیمیا کر دے" اس کتاب میں وہ تمام نظمیں اکٹھی کی ہیں جو اپنے پیارے خالق و مالک خدا کی محبت میں لکھی گئی ہیں۔ خاکسار نے جو کچھ پایا ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک قدموں سے لپٹ کر پایا ہے۔

لکھا ہے جو بھی کچھ عرشی، درِ مہدیؑ کا صدقہ ہے
کہ مجھ ناقص میں چٹکی بھر بلاغت آ ہی جاتی ہے
ترے قدموں سے میں لپٹی ہوں جب سے دھول کی صورت
الم کتنے بھی ہوں دل کو سکینت آ ہی جاتی ہے
تجھے پہچان کر زندہ خدا کو ہم نے پہچانا
کوئی جب تجھ کو جھٹلائے تو غیرت آ ہی جاتی ہے
مرے مہدی ترے ہر لفظ میں وہ شان و شوکت ہے
تعصب گر نہ ہو دل میں تو لذت آ ہی جاتی ہے

اُنہیں کی کتابیں پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کے آداب سیکھے۔ لٰہذا جو بھی کچھ لکھنے کی اس ناچیز کو توفیق ملی وہ سب میری پیاری جماعت کی امانت ہے۔ اِن کتابوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی ان شاء اللہ تحریکِ جدید میں جائے گی۔

والسلام۔ خاکسار ارشاد عرشی ملک

arshimalik50@hotmail.com

اعلانات

براہ کرم اپنے مضامین ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل Al-Nur@ahmadiyya.us کو بھجیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ اسی میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تاکہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جاسکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں۔

انسانی رویّہ

احمد علی

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ (جانشین، نائب) بنایا ہے۔

۱۔ سو ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ابن آدم خدائی صفات اور تعلیمات اپنا کر نیابت کا حق ادا کرتے۔ مگر ابنائے آدم نے یوں کیا کہ ہابیل نے اپنے سگے بھائی قابیل کو حسد کی آگ بجھاتے ہوئے جان سے مار دیا۔ انسانی تاریخ کا یہ پہلا قتل تھا(سورۃ المائدہ) پہلا انسانی رویہ یوں بنی آدم کے سامنے ہے۔

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے حسد کی آگ اپنے چھوٹے بھائی کو جنگل کے ویران کنویں میں پھینک کر (ٹھنڈی کی) بجھائی۔ اس کے مقابل دوسرا رویّہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر زندہ سلامت رکھنے کا ہے۔

۳۔ ایک اور رویہ اصحاب کہف کا اپنے ہی قبیلہ کے انسانوں سے تنگ آکر غاروں میں جاچھپنے کا مشہور و معروف ہے۔(سورۃ الکہف)

۴۔ ایک رویہ اپنے ہی بھائی کو اس جرم میں کہ وہ کیوں ہمیں توحید کا درس دیتا ہے اور واحدہ لاشریک ذات کی عبادت (پرستش) کی جانب بلاتا ہے اس قدر اذیتیں دیں اور ستایا اور اپنے ہی شہر میں رہ کر پُر امن زندگی بسر کرنا اس قدر دوبھر کر دیا کہ اُس اللہ کے پیارے کو مجبوراً راتوں رات اپنے شہر سے ہجرت کرنا پڑی۔

۵۔ دوسرا رویہ یوں نظر آرہا ہے کہ اس مظلوم و مجبور کو اپنے بازو کھول کر گلے لگارہا ہے اور اُس کے ساتھیوں (صحابۂ رسول ﷺ) کو بھائی بنا کر گھروں میں لئے جارہا ہے۔ اور اپنی پونجی اور جائیداد کا نصف بصدقِ دل اُن مہاجر بھائیوں کو پیش کررہا ہے۔ حتّٰی کہ بعض مدنی افراد نے جن کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی کو طلاق دے کر فارغ کر کے مہاجر بھائی کی خدمت میں پیش کر دیا (سورۃ التوبہ)۔ یہ بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہی تھے مگر دونوں کے رویّے جُدا جُدا۔

٦۔ ایک رویّہ تاریخ اسلام میں یوں نظر آتا ہے کہ اُسی توحید کے علمدار کو اپنے شہر سے اس قصور پر کہ وہ توحید کا پرچار کررہا ہے اور اعلیٰ اخلاق سکھاتا ہے، پتھر اور روڑے مار مار کر لہولہان کر کے اہل طائف نے اپنے شہر سے بھگا دیا مگر اُس مجسم رحمت اور رأفت انسان نے کیا رویّہ اُن ظالموں سے اختیار کیا جب آسمانی آقا نے فرمایا! میرے محبوب اگر کہو تو ان دونوں پہاڑوں کو اس ظالم قوم کے اوپر گرا کر انہیں ریزہ ریزہ کر دوں؟ مگر وہ اپنے ہم جنسوں، بنی نوع انسان، سے محبت رکھنے والا وجودؐ عرض کرتا ہے۔ میرے مولا! نہیں نہیں۔ یہ بیچارے نادان ہیں میرے رویّہ کا شعور اور ادراک نہیں رکھتے۔ انہیں تباہ کرنے کی بجائے ہدایت کی راہ دکھا!

۷۔ ایک اور رویّہ اتنا حیرتناک اور انسانی طبائع کے لئے ناممکن ہے یوں ہے کہ وہی مظلوم و مجبور جو اپنے شہر سے رات کی تاریکی میں ہجرت کر جاتا ہے۔

۸۔ جب فاتح کی حیثیت سے شہر میں وارد ہوُا تو اہلِ شہر سے سوال کرتا ہے بتاؤ آج تم سے کیا سلوک کیا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں جو تیرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ تو رحمۃ للعالمین ﷺ عفو و درگزر کے بادشاہ نے فرمایا "لا تثریب علیکم الیوم" (سورۃ یوسف:۹۳)

۹۔ اس فاتح اعظمؐ نے سبھی کو معاف کر دیا۔ سبحان اللہ۔ ہندہ جیسی ظالم دشمن بھی معاف کر دی گئی۔ اور خوف کا مارا اپنے اور اپنے باپ کے مظالم سامنے لاتا ہوا فرار ہو کر جان بچاتا ہوا بھی عفو و درگزر کی توقع رکھتے ہوئے واپس آکر قدموں میں آن گرتا ہے۔ وہ رحم و کرم والا بے مثل انسانؐ اُسے بھی اُٹھا کر سینہ سے لگا رہا ہے (عکرمہ بن ابو جہل)۔ انسانی رویّے کی مثالیں پیش نظر رکھ کر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امن و سکون، محبت اور بھائی چارے کے رویّے ہی انسانیت کی پُر امن بقا کے ضامن ہو سکتے ہیں گویا امنِ عالم میں انسانی رویّوں کا اہم کردار ہے امن دراصل گھروں سے شروع ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے گھروں سے امن کا جائزہ لینا چاہیئے۔

تاریخ انسانیت سے دو رویّے اب یاد آئے ایک فرعون کا دوسرا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا سب کے سامنے ہے۔ ان مثبت اور منفی رویّوں کا فیصلہ نیل کے پانی نے کر دیا۔ مظلوم اور اُس کے ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔ ظلم کا رویّہ اختیار کرنے والوں کو غرق کر دیا۔

آج کے دور میں اور ہمارے اپنے وطن پاکستان میں ایک سیاسی شخص نے امن اور تعاون مہیار کھنے کے وعدے کر کے اقتدار تو حاصل کر لیا الیکشن میں ووٹوں کے علاوہ ہر طرح کی مدد اور تائید جب مل گئی تو دماغ میں ایسا نشہ سمایا کہ ملاؤں کے وعدوں اور حمایت پر یقین رکھتے ہوئے اُسی جماعت کو جس نے دامے درمے سخنے قدمے الیکشن میں مدد کر کے اقتدار کی مسند تک پہنچایا تھا۔ اُسے غیر مسلم قرار دے کر بڑھک ماری کہ میں نے نوے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے بلکہ اتنا آگے بڑھ گیا کہ قادر و توانا کی قدرت و طاقت کو بھی پس پُشت ڈال کر بولا! ''میری کرسی مضبوط ہے۔ مجھے اس سے کوئی نہیں اتار سکتا'' بلکہ ازراہِ تمسخر دونوں بازو بلند کر کے اوپر اٹھا کر کہا تھا میرے تو دونوں بازو صحیح و سالم ہیں۔ وہ عوام جن کی حمایت پر اسے ناز تھا، خاموش رہے اور اُس کا عبرت ناک انجام دیکھا۔ کسی ایک کی زبان سے بھی اُس کے حق میں یا اُس کی جان بخشوانے کے لئے ایک لفظ تک نہ نکلا۔

دونوں انسانی رویے واضح ہو رہے ہیں مثبت بھی اور منفی بھی۔ عوام الناس کے رویّے معاشرہ میں اتنے متنوع ہیں کہ لکھتے لکھتے ختم نہ ہوں آگے بڑھ کر اقوام اور ممالک کا جائزہ لینا شروع کریں تو عقلیں دنگ رہ جائیں گی۔ انسانی رویّوں سے متعلق شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک گوہر اند
چو عضوی بہ درد آورد روز گار
دگر عضوہا را نماند قرار
تو کز محنتِ دیگراں بے غمی
نشاید کہ نام ات نہند آدمی

ان اشعار سے انسانی رویّے متعین ہو رہے ہیں۔ اگر انسان اپنے وجود میں غور کرے تو جسم کے اعضاء میں رویّے معلوم کر کے اپنے معاشرہ کو سنوار سکتا ہے پُر سکون بنا سکتا ہے ورنہ بگاڑ ہی بگاڑ جاری رہتا ہے۔ فرائض سے غفلت کی بنا پر معاشرہ میں مائیں دَر دَر کی خاک چھان رہی ہیں اور باپ گیٹ کیپر (چوکیدار) دیکھے جا رہے ہیں۔

ان حقائق کو تحریر میں لا چکنے کے بعد ذہن ایک نہایت قوی اور مستحکم دلیل کی جانب مبذول ہوا کہ مذہب نے آکر اخلاق سنوارے جب لوگ غیر مہذب تھے اور جانوروں کی مانند رہتے تھے۔ جانوروں والی حرکتیں کرتے تھے۔ انہیں یہ اخلاق مذہب نے سکھائے کہ باہمی رویّے انسانوں بلکہ مہذب انسانوں کی مانند ہونگے۔ تو معلوم ہوگا کہ آپس میں حسن سلوک ہونا چاہیئے۔ اس لئے اپنے رویّے درست کرنا ضروری ہے دلائل کی گُتھیاں کھلتی جا رہی ہیں۔ حالیؔ نے کیا خوب کہا ہے ؎

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

تاریخ عالم میں ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی و بربادی انسانی رویّوں کا بھیانک منظر پیش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دنیا کے بڑے بڑوں نے مل بیٹھ کر امنِ عالم کے قیام اور مظلوموں کی مدد اور بحالی کی خاطر ایک انجمن ''انجمن اقوام متحدہ'' کے نام سے ترتیب دی اور اس انجمن کے رویہ کو اقبالؔ نے یوں بیان کیا ہے ؎

من ازیں بیش نہ دانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

قبور سے مراد چھوٹے غریب ممالک اور پسماندہ اقوام ہیں۔ گویا! طاقت ور انسانوں نے کمزور اور مجبور اقوام و ملل کو حفاظت اور خوراک سپلائی کرنے کا بہانہ تراش کر آپس میں بانٹ رکھا ہے۔ تو بین الاقوامی رویہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تمام انسانیت کو اپنے رویّے قرآن کریم (اسلامی تعلیم) کے مطابق درست رکھنے کی توفیق دے، آمین۔ ہاں اس افراتفری اور بدامنی کے دور میں ایک رویہ اس ماٹو سے عیاں ہے۔ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'

ایک گروہ (جماعت) انسانوں کا یہ نعرہ لگا کر انسانیت کے دل جیتنے دُنیا میں نکلا ہے۔ اس گروہ (جماعت) کے بانی اور سربراہِ اعلیٰ نے بآوازِ بلند اپنا رویہ یوں بیان کیا ہے: ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رُسل

اللہ پاک نے صراطِ مستقیم کی دعا سکھا کر مومنوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کا رویّہ سکھایا ہے۔ تاریخ اسلام میں صحابہ کرام سے کربلا کے میدان تک انسانوں کے رویّے کے مظاہر موجود ہیں۔ ان سے سبق سیکھنا انسان کا کام ہے۔ وماعلینا الا البلاغ۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی نظم شانِ اسلام سے چند اشعار

اردو شاعری کے اصول عربی اور فارسی سے آئے ہیں۔ یہ اصول مشکل اور گہری اصطلاحات میں بیان کئے جاتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے کافی محنت درکار ہے۔ اس جگہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایک عام قاری آسانی سے سمجھ سکے کہ ایک نظم کو خوش الحانی سے کیسے پڑھا جائے کہ نہ صرف یہ کہ پڑھنے اور سننے والے دونوں محظوظ ہوں بلکہ اشعار میں کہی گئی بات دماغ کی گہرائیوں میں اتر جائے اور دل کے حساس تاروں کو چھو لے۔

الفاظ حروف سے بنتے ہیں اور ایک یا ایک سے زائد اجزا یا ارکان پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ جزیا رکن چھوٹی یا لمبی آواز میں ادا کئے جاتے ہیں اور اکثر ایک یا دو حروف سے بنتے ہیں۔ مثلاً لفظ مشتمل کے تین رکن ہیں: مُش، تَ، مِل۔ مُش اور مِل لمبے دو حرفی ادا ہوں گے اور تَ چھوٹا ایک حرفی ادا ہو گا۔ قارئین گہری تفصیل جاننے کے لئے علمِ عروض کی کتب سے استفادہ فرما سکتے ہیں۔

شعر لکھنے والا بڑی محنت سے الفاظ کو ایسی ترتیب دیتا ہے کہ ان کے اجزا یا ارکان اردو شاعری کی مقررہ بحروں میں سے ایک بحر کو اختیار کر لیتے ہیں اور وہ بحر ساری نظم میں یا اس کے مقررہ حصوں میں بالترتیب دہرائی جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے شعر میں ایسی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ صرف خیالات سننے اور پڑھنے میں ایک خوشگوار صورت اختیار کر لیتے ہیں بلکہ دل پر اثر کرتے ہیں اور آسانی سے یاد بھی ہو جاتے ہیں۔ ایک نظم کی ان خصوصیات کو قائم رکھنے کے لئے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اشعار کو ان کی مقررہ بحر کے مطابق پڑھا جائے، ورنہ ان کا پڑھنا سننے والے کے کانوں پر بوجھ اور پڑھنے والے کے لئے مصیبت ہو جاتا ہے۔

یہاں ہر مصرعے کے بعد اس مصرعے کے اجزا درج کئے گئے ہیں۔ جن رکنوں یا اجزا کو لمبا ادا کرنا ہے وہ کالی سیاہی میں درج کر دیئے گئے ہیں اور جن رکنوں کو چھوٹا ادا کرنا ہے انہیں سرخ روشنائی سے لکھ دیا گیا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا، جس سے ہے نُور سارا

وہ پے ش وا ہ ما را جس سے ہِ نُو ر سا را

یہاں **وہ پیشوا ہمارا** کا ہی وزن **جس سے ہے نُور سارا** میں دہرایا گیا ہے۔ ساری نظم میں یہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ نظم میں پڑھنے والا ساری نظم میں اسی وزن کو ہر مصرعے میں دو دو بار دہراتا چلا جائے گا۔ محمود کی آمین اور شانِ اسلام دونوں کا وزن ایک ہی ہے۔ یہ دونوں نظمیں ایک ہی انداز سے پڑھی جائیں گی۔

ان دونوں نظموں کی ہر سطر کے چودہ رکن ہیں۔ ہر سطر کے چودہ رکن سات سات کرکے ہر سطر میں دو دفعہ دہرائے گئے ہیں۔ ان سات رکنوں کو ایسی ترتیب دی گئی ہے کہ دل و جان کو خوش کرنے والی نغمگی پیدا ہو۔ پہلے دو رکن لمبے ادا ہونے والے ہیں، تیسرا رکن چھوٹا، چوتھا لمبا، پانچواں چھوٹا اور آخری دو رکن لمبے۔ ان دونوں نظموں میں اس ترتیب کو بڑی محنت سے قائم رکھا گیا ہے یعنی تیسرے اور پانچویں رکنوں کو چھوٹا پڑھا جائے اور باقی پانچ رکنوں کو لمبا پڑھا جائے۔ الفاظ کے اجزا کو بحر سے مطابقت دینے کے عمل کو علمِ عروض میں تقطیع کہا جاتا ہے۔

اِس مصرعے کے دوسرے حصے کو پڑھتے ہوئے جس اور سے کے درمیان زبردستی وقفہ ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ جس سے پڑھتے ہوئے دونوں س مدغم ہو کر زیادہ روانی پیدا کریں تو خوشی کی بات ہے۔ جب پڑھنے والے جس اور سے کے درمیان وقفہ ڈال کر انہیں علیحدہ ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو روانی میں بھی فرق پڑھتا ہے اور انہیں پڑھنے میں بھی مشکل نظر آتی ہے۔

نام اُس کا ہے محمدؐ، دلبر مرا یہی ہے

نا مُس کَ ہے مُ حم مد دل بر مِ را یِ ہی ہے

اس مصرعے میں شعر کا اس کی بحر کے مطابق وزن قائم رکھنے کے لئے اس کے پہلے حصے میں نام اس کو نامُس پڑھا جائے گا اور کا کو لمبا نہیں کیا جائے گا بلکہ کَ کی طرح مختصر پڑھا جائے گا۔ شعر کہنے والے کو اختیار ہے بوقتِ ضرورت ایک لفظ کے آخری ا، و، ہ، ی اور ے کو تقطیع سے گرا دے۔

سب پاک ہیں پیمبر، اِک دوسرے سے بہتر

سب پا ک ہیں پ یم بر اِک دو س رے سِ بہ تر

وزن قائم رکھنے کے لئے سے کو لمبا نہیں بلکہ سِ کی طرح چھوٹا پڑھا جائے گا۔

لیک از خدائے برتر، خیرالوریٰ یہی ہے

لے کز خُ دا ءِ بر تر خے رُل و ریٰ یِ ہی ہے

وزن کو قائم رکھنے کے لئے لیک کے ک کو از سے ملا کر کز پڑھا جائے گا۔ خدائے کا ئے لمبا نہیں پڑھا جائے گا بلکہ ءِ کی طرح چھوٹا پڑھا جائے گا۔

پہلوں سے خوب تر ہے، خوبی میں اِک قمر ہے

پہ لوں سِ خو ب تر ہے خو بی مِ اِک قَ مر ہے

اس مصرعے میں سے اور میں دونوں کو لمبا نہیں کیا جائے گا اور سِ اور مِ کی طرح چھوٹا پڑھا جائے گا۔

اُس پر ہر اک نظر ہے، بدر الدّجیٰ یہی ہے

اُس پہ ہَ رِک نَ ظَر ہے بد رُد دُ جا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے ہر کی ہ کو ایک چھوٹا رکن بنا دیا گیا ہے اور ہر کی ر کو اک کے ساتھ ملا کر رِک بنا دیا گیا ہے۔

پہلے تو رہ میں ہارے، پار اِس نے ہیں اُتارے

پہ لے تُ رہ مِ ہا رے پا رِس نِ ہیں اُ تا رے

اس مصرعے کے پہلے حصے میں تیسرے اور پانچویں مقام پر تو اور میں کو تُ اور مِ کی طرح چھوٹا پڑھا جائے گا اور دوسرے حصے میں نے کو چھوٹا ادا کیا جائے گا اور لمبا کر کے نہیں پڑھا جائے گا۔ دوسرے حصے میں پار کی ر کو اس کے ساتھ ملا کر دو لمبے دو حرفی رکن حاصل کئے گئے ہیں چنانچہ پار اِس کو پارِس پڑھا جائے گا۔

مَیں جاؤں اس کے وارے، بس ناخدا یہی ہے

مَیں جا وُں اس کِ وا رے بس نا خُ دا یِ ہی ہے

پہلے حصے میں وُں اور کے دونوں چھوٹے یعنی وُں اور کِ کی طرح یک حرفی پڑھے جائیں گے۔

پَردے جو تھے ہٹائے، اندر کی رہ دکھائے

پَر دے جُ تھے ہَ ٹا ئے ان در کِ رہ دِ کھا ئے

یہاں جو اور کی یک حرفی جُ اور کِ کی طرح چھوٹے یعنی یک حرفی پڑھے جائیں گے۔

دِل یار سے ملائے، وہ آشنا یہی ہے

دِل یا ر سے مِ لا ئے وہ آ شْ نا یِ ہی ہے

وہ یارِ لا مکانی، وہ دلبرِ نہانی

وو یا رِ لا مَ کا نی وہ دل بَ رے نِ ہا نی

یہاں گو پہلا رِ جو یار کے آخر میں ہے یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا لیکن دوسرا رِ جو دلبر کے آخر میں ہے اور یک رکنی ہے وزن قائم رکھنے کے لئے رِ کے نیچے زیر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لمبا پڑھا جائے گا۔

دیکھا ہے ہم نے اُس سے، بس رہنما یہی ہے

دے کھا ہِ ہم نِ اُس سے بس رہ نُ ما یِ ہی ہے

یہاں ہے اور نے کو چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

وہ آج شاہِ دیں ہے، وہ تاج مرسلیں ہے

وہ آ ج شا ہِ دیں ہے وہ تا جِ مر سَ لیں ہے

یہاں ہِ اور ج کو چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

وہ طیّب و امیں ہے، اُس کی ثنا یہی ہے

وہ طی یِ بو اَ میں ہے اُس کی شَ نا یِ ہی ہے

حق سے جو حکم آئے، اُس نے وہ کر دکھائے

حق سے جُ حک م آ ئے اُس نے وُ کر دِ کھا ئے

یہاں جُ اور وہ کو چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

جو راز تھے بتائے، نعمُ العطا یہی ہے

جو را ز تھے بَ تا ئے نِع مُل عَ طا یِ ہی ہے

آنکھ اُس کی دُور بیں ہے، دِل یار سے قریں ہے

آں کھُس کِ دُو ر بیں ہے دِل یا ر سے قَ ریں ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے آنکھ کی کھ اور اُس کو آپس میں جوڑ کر اس کا الف گراتے ہوئے دو حرفی کلمہ بنا دیا گیا ہے جسے کھُس کی طرح پڑھا جائے گا، اور کی کو کِ کی طرح یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے، عینُ الضّیا یہی ہے

ہا تھوں مِ شم عِ دیں ہے عے نُض ضِ یا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے میں اور عِ کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

جو رازِ دیں تھے بھارے، اُس نے بتائے سارے

جو را زِ دیں تھِ بھا رے اُس نے بَ تا ءِ سا رے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے زِ، تھے اور ئے کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

دولت کا دینے والا، فرماں روا یہی ہے

دو لت کَ دے نِ وا لا فر ماں رَ وا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے کا اور نے کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

اُس نُور پر فدا ہوں، اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں

اُس نُو ر پر فِ دا ہوں اُس کا ہِ مَیں ہُ اَء ہوں

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے ہی کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں، بس فیصلہ یہی ہے

وہ ہے مَ چی ز کیا ہوں بس فے ص لا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے میں اور یہ کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا، لیکن فیصلہ کے لہ کو لمبا پڑھا جائے گا۔

وہ دلبرِ یگانہ، علموں کا ہے خزانہ

وہ دل بَ رے یَ گا نا عل موں کَ ہے خَ زا نا

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے کا کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا، لیکن رِ اور نہ کو لمبا پڑھا جائے گا۔

باقی ہے سب فسانہ، سچ بے خطا یہی ہے

با قی ہِ سب فَ سا نا سچ بے خَ طا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے ہے کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا، لیکن نہ کو لمبا پڑھا جائے گا۔

سب ہم نے اُس سے پایا، شاہد ہے تُو خدایا

سب ہم نِ اُس سِ پا یا شا ہد ہِ تُو خُ دا یا

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے نے، سے اور ہے کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

وہ جس نے حق دکھایا، وہ مَہ لقا یہی ہے

وہ جس نِ حق دِ کھا یا وو مَہ لِ قا یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے نے اور یہ کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا، لیکن وہ کو لمبا پڑھا جائے گا۔

ہم تھے دِلوں کے اندھے، سَو سَو دِلوں پہ پھندے

ہم تھے دِ لوں کِ ان دھے سَو سَو دِ لوں پ پھن دے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے کے اور پہ کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا۔

پھر کھولے جس نے جندے، وہ مجتبیٰ یہی ہے

پھر کھو لِ جس نِ جن دے وو مُج تَ بی یِ ہی ہے

یہاں وزن کو قائم رکھنے کے لئے لے اور نے کو یک حرفی چھوٹا پڑھا جائے گا اور لمبا نہیں کیا جائے گا، لیکن وہ کو لمبا پڑھا جائے گا۔

صداقت کے نشاں

عبدالکریم قدسی

نوٹ: یہ نظم محمود ہال لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں پڑھی گئی

وہ دُنیا میں جہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے درمیاں بیٹھے ہوئے ہیں

جہاں ہریالیوں میں نُور دیکھا لگا کہ قادیاں بیٹھے ہوئے ہیں

محبت کا دیارِ غیر میں بھی بسائے اک جہاں بیٹھے ہوئے ہیں

صداقت کے نشاں کیا پوچھتے ہو یہاں کتنے نشاں بیٹھے ہوئے ہیں

دوارے اس سخی کے آج سارے اُٹھائے جھولیاں بیٹھے ہوئے ہیں

یہ برکاتِ خلافت کے ثمر ہیں جو ہم جیسے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں

وہ میرے پاس بیٹھے تو لگا کہ زمیں پر آسماں بیٹھے ہوئے ہیں

ہماری جھونپڑی قائم ہے قدسیؔ

حریفوں کے مکاں بیٹھے ہوئے ہیں

تعلیم الاسلام کالج کے سابقہ طالب علم متوجہ ہوں

مجلس طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج امریکہ کو اپنے ممبران کی لسٹ مکمل کرنے کے لئے آپ کے فوری تعاون کی ضرورت ہے۔ اگر آپ تعلیم الاسلام کالج کے سابقہ طالب علم ہیں تو مہربانی فرما کر اپنا نام، ای میل، ایڈریس، فون نمبر اور پتہ مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک طریق سے جلد بھجوائیں:

۱: مجلس طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج امریکہ کی ویب سائٹ کے درج ذیل صفحے پر ممبر شپ فارم مکمل کریں:

http://www.ticalumniusa.org/membership-form/index.html

۲: جنرل سیکرٹری مجلس طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج امریکہ ناصر جمیل صاحب کو اُن کے ای میل ایڈریس nasir.jamil5@gmail.com پر اپنا نام، ای میل، فون نمبر اور پتہ بھجوادیں یا اُنہیں 443-567-1862 پر فون کرکے لکھوادیں۔ جزاک اللہ۔